Regd. # SC-1177

العُروَہ فی مناسکِ الحجّ والعُمرَہ

فتاویٰ حج و عمرہ

حصّہ ششم

مصنّف

حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دار الإفتاء جمعیة إشاعة أهل السنّة)

مرتّب

حضرتِ علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-2439799 Website : www.ahlesunnat.net ; www.ishaateislam.net

العروة فی مناسك الحج و العمرة

فتاویٰ حج و عمرہ

(حصہ ششم)

تالیف
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : العروۃ فی مناسک الحج و العمرۃ

''فتاویٰ حج و عمرہ''

تصنیف : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : محرم الحرام 1431ھ۔ دسمبر 2010ء

تعداد اشاعت : 3000

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

اطلاع

تمام قارئین اور ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ادارے کے ماتحت سن 2010ء کی ممبر شپ کے لئے ماہ اکتوبر و ماہ نومبر کی کتاب میں فارم شائع ہو چکا ہے، اب آپ کی سہولت کے لئے ماہ دسمبر میں دوبارہ فارم شائع کیا جا رہا ہے لہٰذا تمام قارئین اور ممبران سے جو کہ سن 2010ء کے لئے ممبر شپ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کتاب کے آخر میں دیئے فارم کو جلد از جلد پُر کر کے ادارے کے ایڈریس پر روانہ کر دیں۔ تاخیر کی صورت میں ممبر شپ کا حصول دشوار ہوگا۔

فہرست مضامین

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہوگا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رجوع کرتے ہیں مناسکِ حج وعمرہ کی ترتیب کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں۔ اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج وعمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ کا مطالعہ رکھتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اس سے عاجز ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیر اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ ترتیب حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں اسی لئے لوگ حج وعمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود دار الافتاء کی جانب رجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفرِ حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے، اس طرح ہمارے دار الافتاء سے مناسک حج وعمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا ان میں سے جن کی

اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چار حصے اس سے قبل شائع کیے جو ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء تک کے فتاویٰ تھے بعد کے فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کی وجہ سے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا، اور وہ دو حصے ماہ نومبر اور دسمبر میں شائع کیے جا رہے ہیں اور یہ حصہ پنجم ہے جو ماہ نومبر کی اشاعت میں شامل کیا جا رہا ہے، جسے جمعیت اشاعت اہلسنّت اپنے سلسلۂ اشاعت کے 200 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

عورت کے بال چھوٹے ہوں تو تقصیر کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی مُحرِمہ کے بال چھوٹے ہوں یعنی کندھوں سے کچھ نیچے تک ہوں تو اُسے تقصیر میں رُخصت دی جائے گی یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حلق یا تقصیر حج وعمرہ کے واجبات سے ہے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ واجبات حج کے بیان میں لکھتے ہیں:

الحلقُ أو التّقصير (۱)

یعنی، حلق یا تقصیر واجبات حج سے ہیں۔

اوران کا حکم یہ ہے کہ ان سے حاجی یا عمرہ کرنے والا احرام سے فارغ ہوتا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

حکمُه التّحلُّلُ: أی: حصولُ التَّحلُّلِ به و هو صيرورتُه حلالاً (۲)

یعنی، اس کا حکم حلال ہونا ہے یعنی اس سے تحلُّل حاصل ہوتا ہے اور تحلُّل اس کا حلال ہونا ہے۔

عورتوں کے لئے صرف تقصیر ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

۱۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب فرائض الحج، فصل فی واجباته، ص ۷۷

۲۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط، باب مناسك منیً، فصل فی حکم الحلق، ص ۲۵٤

"لَیسَ عَلَی النِّساءِ حَلقٌ وَ إِنَّما عَلَیهِنَّ تَقصِیرٌ" (۳)

یعنی، عورتوں پر حلق نہیں ہے اور اُن پر تقصیر ہے۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ عورتوں کے لئے حلق ممنوع ہے چنانچہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ

"أَنَّ النبیَّ ﷺ نَهی الْمَرْأَۃَ أَنْ تَحْلِقَ رَأْسَها" (٤)

یعنی، نبی کریم ﷺ نے عورت کو اپنے سر کا حلق کرانے سے منع فرمایا ہے۔

اور پھر حلق عورتوں کے حق میں مُثلہ بھی قرار دیا گیا ہے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی قصر ہی کروایا کرتی تھیں چنانچہ علامہ علاء الدین کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

و لأنَّ الحلقَ فی النِّساءِ مُثلةٌ، و هذا لم تفعَلْهُ واحدةٌ من نساءِ رسولِ الله ﷺ و لکنّها تقصّر (۵)

یعنی، حلق عورتوں کے حق میں مُثلہ ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ کے ازواج میں کسی نے حلق نہیں کروایا، لیکن عورت تقصیر کروائے گی۔

اسی لئے فقہاء کرام نے فرمایا کہ حلق مردوں کے حق میں مسنون ہے اور عورتوں کے حق میں مکروہ تحریمی ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

۳۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب المناسك، باب الحلقِ و التّقصیرِ، برقم:۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۳٤٤/۲

أیضاً سُنَن الدّارمی، کتاب المناسك، باب من قال: لَیسَ عَلَی النِّساءِ حَلقٌ، برقم:۱۹۰۵، ۵۵/۲

أیضاً سُنَن الدّار قطنی، کتاب الحجّ، باب المواقیت، برقم:۱٠٤٠، ۲-۲۳۹/۲

أیضاً السُّنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الحجّ، باب من قال: لَیسَ عَلَی النِّساءِ حَلقٌ و لکِنْ یَقصِّرنَ، برقم:۹٤٠٤، ۹٤٠۵، ۹٤٠٦، ۱٦۹/۵

أیضاً المعجم الکبیر للطّبرانی، أُمّ عثمان، عن ابن عباس، برقم:۱۳٠۱۸، ۱۲/۱۹٤

٤۔ کشف الأستار، کتاب الحج، باب النّهی عن الحلق للنّساء، برقم:۱۱۳۷، ۳۲/۲

و الحلقُ مسنونٌ للرّجالِ (أی: أفضلُ) و مکروہٌ للنِّساءِ و التّقصیر مباحٌ لهنّ و مسنونٌ بل واجبٌ لَهُنَّ، ملخصاً (٦)

یعنی، حلق مردوں کے لئے مسنون ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے اور تقصیر اُن کے حق میں مباح ہے اور مسنون ہے بلکہ (تقصیر) اُن کے لئے واجب ہے۔

لہٰذا عورتوں کے لئے تقصیر ہی واجب ہے چنانچہ ملّا علی قاری ''لباب'' کی عبارت ''بل واجبٌ لهُنَّ'' کے تحت لکھتے ہیں:

لکراهةِ الحَلقِ کراهة تحریمٍ فی حقِّهنَّ إلّا لضرورةٍ (٧)

یعنی، کیونکہ حلق عورتوں کے حق میں مکروہ تحریمی ہے مگر یہ کہ کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے ہو۔

اسی طرح ''غنیہ'' میں ہے کہ

و الحلقُ أفضلُ للرِّجالِ، مکروہ للنِّساءِ کراهة تحریمٍ إلّا لضرورةٍ (٨)

یعنی، حلق مردوں کے لئے افضل ہے عورتوں کے لئے مکروہ تحریمی ہے مگر یہ کہ کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے ہو۔

اور عورت کے بال جب تقصیر کے قابل نہ ہوں تو تقصیر اس کے حق میں متعذّر قرار پائے گی، چنانچہ ملا علی قاری حنفی ''لباب'' کی عبارت تقصیر کے متعذّر ہونے کی شرح میں لکھتے ہیں:

٦۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب مناسك منیً، فصل فی الحلق و التّقصیر، ص٢٥٣

٧۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب مناسك منیً، فصل فی الحلق و التّقصیر، ص٢٥٣

٨۔ غُنية النّاسك، فصل فی الحلق، ص١٧٣

أی تعذّرَ لکونِ الشّعر قصیراً (٩)

یعنی، بال چھوٹے ہونے کی وجہ سے تقصیر متعذّر رہو۔

اور شرع کا حکم یہ ہے کہ جب حلق متعذّر رہو تو تقصیر واجب ہوتی ہے اور تقصیر متعذّر رہو تو حلق چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و لو تَعَذَّرَ الحَلقُ لِعارضٍ تعیّنَ التّقصیر، أو التّقصیرُ تعیّنَ الحلقُ (١٠)

یعنی، اگر حلق کسی عارض کی وجہ سے متعذّر رہو گیا تو تقصیر متعین ہو گی یا تقصیر متعذّر رہو تو حلق متعین ہو گا۔

اور عورت کے حق میں حلق تو پہلے ہی متعذّر رہتا کہ شرعاً ممنوع ہے باقی رہی تقصیر تو وہ اس وقت متعذّر رہو گی جب بال تقصیر کے قابل نہ ہوں عورت کے بال تقصیر کے قابل ہوں تو تقصیر لازم ہو گی کثرت سے عمرے کرنے کے لئے شرع مطہرہ نے مجبور نہیں کیا ہے، عورت حج کے لئے آئی ہو تو اس کا حج قران یا افراد ہو گا تو ایک بار اور تمتع ہو گا تو دو بار تقصیر لازم ہو گی، اس کے علاوہ عمرے وہ اپنی جانب سے کرے گی تو اس پر شریعت کی پیروی لازم ہو گی کہ اُسے احرام سے نکلنے کے لئے تقصیر کروانی ہو گی کیونکہ جب تقصیر ہو سکتی ہو تو اس کے بغیر احرام نہیں کُھلے گا چنانچہ علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

فالحلقُ أو التّقصِیرُ واجبٌ عندنا، إذا کان علی رأسِہ شعرٌ لا یَتَحلَّلُ بدُونِہ و لنا قولہ تعالیٰ: ﴿ثُمَّ لْیَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾ (١١) و روی عن ابنِ عمرَ رضی اللہ عنہ: أنّ التّفَثَ حَلاقُ الشّعرِ، و

٩۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب مناسك منیً، فصل فی الحلق و التّقصیر، ص ٢٥٣

١٠۔ لباب المناسك مع شرحہ للقاری، باب مناسك منیً، فصل فی الحلق و التّقصیر، ص ٣٥٣

١١۔ الحج: ٢٢/٢٩

لُبس الثِّیاب، و ما یتبعُ ذلك (۱۲)

یعنی، پس حلق یا تقصیر ہمارے نزدیک واجب ہے جب کہ اُس کے سر پر بال ہوں، اُس کے بغیر وہ احرام سے نہیں نکلے گا اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ﴾ (۱۳) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "التّفث" بال منڈوانا، کپڑے پہننا وغیرہ ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ٦ذو الحجة ١٤٣٠ھ، ٢٣ نوفمبر ٢٠٠٩ م 486-F

جمرات کی رمی میں ترتیب

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص طوافِ زیارت کرکے 11 تاریخ کو مکہ مکرمہ سے ظہر کے بعد گیا اُس نے سوچا کہ اگر میں جمرۂ اُولیٰ کی طرف جاتا ہوں تو چکر لمبا ہوگا اس لئے اس نے جمرۂ عقبہ سے رمی شروع کی اور جمرۂ اُولیٰ پر ختم کی اب اِس صورت میں اُس کی رمی ہوگئی یا نہیں؟ اور اُس پر کوئی دم یا صدقہ وغیرہ تو لازم نہیں ہوگا، اگر ہوگا تو کیا؟

(السائل: ریحان ابوبکر، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: تینوں جمرات کی رمی میں مسنون ہے کہ جمرۂ اُولیٰ سے ابتداء کرے اور عقبہ پر اختتام چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

عن ابنِ عمر رضی اللہ عنهما: أنَّهُ کَانَ یَرْمِی الْجَمْرَةَ الدُّنیا بِسَبعِ حَصَیَاتٍ، یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصاةٍ، ثُمَّ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یُسْهِلَ، فَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَیَقُوْمُ طَوِیْلًا، وَ یَدْعُوْا وَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ، ثُمَّ

۱۲۔ بدائع الصنائع، کتاب الحجّ، فصل فی أحکام الحلق و التّقصیر، ۹۸/۳

۱۳۔ ترجمہ: پھر اپنا میل کچیل اُتاریں۔

يَرْمِي الْوُسْطىٰ، ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَتَسَهَّلُ وَ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ يَدْعُوْا وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، فَيَقُوْمُ طَوِيْلاً، ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعُقْبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ، وَ لَا يَقِفُ عِنْدَهَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ: هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ (١٤)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ جمرۂ اُولیٰ کو سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے، پھر آگے بڑھتے پس نرم زمین پر تشریف فرما ہوتے، پھر قبلہ رُو ہو کر طویل قیام فرماتے پس دُعا فرماتے اور دُعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے، پھر جمرۂ وسطیٰ کو کنکریاں مارتے پھر اپنی بائیں جانب کو ہو کر نرم زمین پر تشریف فرما ہوتے پھر قبلہ رُو ہو کر وطویل قیام فرماتے پس دُعا فرماتے اور دُعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے پھر بطنِ وادی سے جمرۂ عقبہ کی رمی فرماتے اور اُس کے پاس قیام نہ فرماتے، پھر لوٹے جاتے اور فرمایا کہ اِسی طرح میں نے نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

اسی لئے فقہاء کرام میں سے بعض نے اِس ترتیب کو واجب قرار دیا ہے جیسا کہ ''لباب المناسک'' میں مذکور ہے (۱۵)، اور ہمارے نزدیک یہ ترتیب واجب نہیں ہے چنانچہ امام مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب ابن الساعاتی حنفی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

و نسقطُ التّرتیب فی الرّمی (١٦)

یعنی، ہم رمی میں ترتیب کو ساقط کرتے ہیں۔

١٤۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب إذا رمی الجمرتین الخ، برقم:١٧٥١، ١/ ٤٣٠

١٥۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب مناسك منیً، فصل فی أحكام الرّمی و شرائطِه و واجباته، العاشر، ص٢٧٦، و فیه: العاشر التّرتیب فی رمی الجمار علی قول البعض، یعنی دسواں واجب بعض کے قول کی بنا پر رمی جمار میں ترتیب۔

١٦۔ مجمعُ البَحرَین وملتقی النَّیِّرَین، کتاب الحجّ، فصل فی صفة أفعال الحجّ، ص ٢٣٠

اس کی شرح میں ابن الملک نے لکھا کہ

أی: فی رَمی الجِمارِ حتی لو بدأ بجمرة العَقَبة ثمّ بالوُسطٰی، ثُمّ بالتی تلی المسجدَ جازَ عندنا (۱۷)

یعنی، رمی جمار میں یہاں تک کہ اگر جمرہ عقبہ سے ابتداء کی کی پھر وسطٰی کی رمی کی پھر اسے جو مسجد خیف سے ملے ہوا ہے تو ہمارے نزدیک جائز ہے۔

اور اکثر فقہاء کرام نے مسنون قرار دیا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و الأکثرُ علی أنّه سنّة (۱۸)

یعنی، اکثر فقہاء اِس پر ہیں کہ یہ ترتیب سنّت ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

کما صرَّحَ به صاحبُ "البدائع" و "الکرمانیّ" و "المحیط"، و "فتاویٰ السراجیّة"، و قال ابنُ الهمام: و الذی یقوی عندی استنانُ التّرتیبِ لا تَعیینُهُ (۱۹)

یعنی، جیسا کہ اِس کی (یعنی مسنون ہونے کی) تصریح صاحبِ بدائع (۲۰)، اور کرمانی (۲۱) نے کی اور ''محیط'' (۲۲) اور ''فتاوی السراجیہ''

۱۷۔ تحقیق مجمع البحرین و ملتقی النیّرَین، کتاب الحجّ، فصل فی صفة أفعال الحجّ، ص ۲۳۰

۱۸۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب مناسك منیً، فصل فی أحکام الرّمی إلخ، ص ۲۷۶

۱۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب رمی الجمار و أحکامه، فصل فی أحکام الرمی الخ، تحت قوله: و الأکثر علی أنّه سنّة، ص ۲۷۶

۲۰۔ بدائع الصنائع، کتاب الحجّ، فصل فی حکمه (أی الرمی) إذا تأخر عن وقته أوفات، ۹۷/۳

۲۱۔ المسالك فی المناسك للکرمانی، القسم الثّانی فی بیان نسك الحج، فصل الرّمی فی الیوم الثّانی إلخ، ۶۰۳/۱

۲۲۔ المحیط البرهانی، کتاب المناسك، الفصل الثّالث، تعلیم أفعال الحجّ، برقم: ۳۲۶۵، ۴۰۹/۳، مطبوعة: إدارة القرآن، کراتشی، [illegible]

میں (اس کی تصریح) ہے اور ''ابن الہمام'' (۲۳) نے فرمایا وہ جو میرے نزدیک قوی ہے وہ اس ترتیب کا مسنون ہونا ہے نہ کہ واجب ہونا۔

اور علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

و بعدَ زوالِ ثانی النَّحر رَمَی الجِمارَ الثَّلاثَ بیدأُ استناناً بما یَلي مسجدَ الخَیفِ ثمَّ بما یَلِیه الوُسطی ثمَّ العَقَبة سبعاً سبعاً الخ (۲٤)

یعنی، اور ایام نحر میں سے دوسرے دن زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے از روئے سنت ہونے کے، اُس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد خیف سے ملا ہوا ہے، پھر اُسے جو اس سے ملا ہوا ہے یعنی وُسطیٰ کو پھر جمرۂ عقبہ کو، ہر ایک کو سات سات کنکریاں مارے۔

اِس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

حاصلُه أنَّ هذا التَّرتیبَ مسنُونٌ لا متعیّنٌ، و به صرَّحَ فی "المجمع" وغیره، و اختارَهُ فی "الفتح" و قال فی "اللباب": و الأکثرُ علی أنَّه سُنَّةٌ، و عزاهُ شارحه إلی "البدائع" و "الکرمانیّ"، و "المحیط"، و "السّراجیّة" (۲٥)

یعنی، اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ترتیب مسنون ہے متعین نہیں ہے اور اسی کی تصریح ''مجمع'' وغیرہ میں کی اور اس کو ''فتح القدیر'' (۲٦) میں اختیار کیا، اور ''لباب'' (۲۷) میں فرمایا کہ اکثر اس پر ہیں کہ یہ ترتیب سنّت

۲۳۔ فتح القدیر، کتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: فیبتدئ بالتی إلخ، ۲/۳۹۱

۲٤۔ الدُّرُّ المختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الحجّ، بعد قول التّنویر: ثُمّ أتی منیً، ص ۱٦۳

۲٥۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، مطلب: فی رمی الجمرات الثّلاث، تحت قوله: یبدأُ استناناً إلخ، ۳/٦۱۷، ٦۱۸

۲٦۔ فتح القدیر، کتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: فیبتدئ بالتی الخ، ۲/۳۹۱

۲۷۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، لباب المناسك منیً، فصل فی أحکام الرّمی و

ہے اور اس کے شارح (ملا علی قاری) نے اسے ''بدائع'' (۲۸)، ''کرمانی''، ''محیط''، ''سراجیہ'' (۲۹) کی طرف منسوب کیا ہے۔

اور اگر غیر مسنون طریقے پر رمی کر لی پھر اُسی روز یاد آ گیا تو جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی بالترتیب دوبارہ رمی کر لے۔

علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبدالغفور سندھی حنفی لکھتے ہیں:

فلو بدأ بجمرةِ العَقَبةِ ثمّ بالوُسطی، ثمّ بالأُولیٰ و هی التی تلِی مَسجدَ الخَیفِ، ثم تذکّر ذلك فی یومِه، فإنّه یُعیدُ الوُسطیٰ و العَقَبةَ حتماً أو سنّةً (۳۰)

یعنی، پس اگر جمرۂ عقبہ سے شروع کیا پھر درمیانے کو پھر پہلے کو اور پہلا جمرہ وہ ہے جو مسجدِ خیف سے ملا ہوا ہے، پھر اُسے اُسی دن یاد آیا تو درمیانے اور عقبہ کی رمی (بعض کے نزدیک) وجوباً یا (اکثر کے نزدیک) از روئے سنّت کے دہرائے۔

اور شمس الائمہ سرخسی نے اِس باب میں جو لکھا ہے اُس سے اعادہ کا وُجوب مستفاد ہے اگرچہ اکثر فقہاء اِس کے خلاف پر ہیں اِس لئے بہتر ہے کہ اُسی دن اعادہ کر لے۔

اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ففی "المبسوط" للسّرخسی، فإنْ بدأ فی الیومِ الثّانی بجمرةِ العَقَبةِ فرَماها، ثمّ بالجمرةِ الوُسطی، ثمّ بالتی تلی المسجدَ ثُمّ

۲۸۔ بدائع الصنائع، کتاب الحجّ، فصل و أما بیان حکمه إذا تأخر عن وقته، ۹۷/۳

۲۹۔ الفتاوی السّراجیّة، کتاب الحجّ، باب ترتیب أفعال الحجّ، ص ۳۳

۳۰۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب رمی الجمار و أحکامه، فصل فی أحکام الرّمی و شرائطه و واجباته، ص ۲۷۶

أیضاً ردّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، مطلب: فی رمی الجمرات الثّلاث، تحت قوله: یبدأ استناناً إلخ، ۶۱۸/۳

ذَکَرَ ذلك فی یومِہ یُعیدُ علی جمرۃ الوسطیٰ، و جمرۃ العَقبۃ لأنّہ نسكٌ شُرِعَ مرتّباً فی ھذا الیوم، فیما سَبَقَ أوانَہ لا یُعتدُّ بہ، فکان جمرۃ الأُولیٰ بمنزلۃِ الافتتاحِ لجمرۃِ الوُسطی و الوُسطی للعَقَبۃِ فما أدّٰی قبلَ وُجوبِ افتتاحِہ لا یکونُ معتدّاً بہ کمَن سَجَد قبلَ الرُّکوعِ، أو سَعَی قبلَ الطّوافِ، و المعتدُّ ھنا مِن رَمیِہ الجمرۃ الأولیٰ، فلھٰذا یُعیدُ علی الوُسطی و العَقبۃ انتھی (۳۱)

یعنی، پس ''مبسوط'' سرخسی میں ہے کہ پس اگر دوسرے دن جمرۂ عقبہ سے شروع کیا پس اُس کی رمی کی، پھر جمرۂ وسطیٰ کو پھر اُسے جو مسجد خیف سے ملا ہوا ہے (یعنی جمرۂ اُولیٰ کی رمی کی) پھر اُسے اُسی دن یاد آ گیا تو جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی کا اعادہ کرے کیونکہ یہ ایک نُسک ہے جو ترتیب وار مشروع کیا گیا ہے اور جو اپنے وقت سے پہلے ہوا اُس کا اعتبار نہیں کیا جاتا، پس گویا کہ جمرۂ اُولیٰ جمرۂ وسطیٰ کے لئے بمنزلہ افتتاح کے ہیں پس جو اس کے افتتاح کے وُجوب سے قبل ادا کیا گیا اُسے شمار نہیں کیا جاتا اُس شخص کی مثل جس نے رکوع سے قبل سجدہ کر لیا یا طواف سے قبل سعی کی اور یہاں اُس کی جمرۂ اُولیٰ کو رمی شمار کی جائے گی اِسی لئے جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی کا اعادہ کرے گا۔ اھ

اور رمی جمرات میں معروف ترتیب کا ترک کرنا اُن کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے جو اِس ترتیب کے وجوب کے قائل ہیں اور دوسروں کے نزدیک جو اِس ترتیب کے سنّت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں مکروہ تنزیہی ہے اور وہ اکثر فقہاء کرام ہیں۔

۳۱۔ المسلك المتقسّط فی المنسك المتوسّط، باب رمی الجمار و أحکامہ، فصل فی أحکام الرّمی و شرائطہ و واجباتہ، تحت قولہ: العاشر التّرتیب إلخ، ص ۲۷۶

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

فلو عكسَ ترتيبَ الجِمارِ جازَ و كرهَ (۳۲)

یعنی، پس اگر ترتیب جمرات کا عکس کیا تو جائز ہوا اور مکروہ ہوا۔

اسی لئے وہ رمی جس میں معروف ترتیب کو ترک کیا گیا ہو اس کا اعادہ بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہے اور اکثر کے نزدیک سنّت مؤکدہ ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حتماً أی وُجوباً عند البعضِ أو سنةً مؤكّدةً عندَ الأكثرِ (۳۳)

یعنی، وجوباً بعض کے نزدیک یا سنت مؤکدہ اکثر کے نزدیک۔

اور اختلاف سے نکلنے کے لئے افضل یہی ہے کہ اُسی دن اعادہ کر لے۔ اور اگر وہ دن گزر جائے تو اُس پر سوائے اسائت کے کچھ لازم نہ ہوگا کہ اکثر فقہاء کرام اِس ترتیب کو سنّت مؤکدہ قرار دیتے ہیں اِس لئے ترک مکروہ تنزیہی ہوگا اور یہاں دن سے مراد اُس دن کی رمی کے وقت کا گزر جانا ہے اور بارہ اور تیرہ تاریخ کی رمی کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور اگلے دن کی صبح صادق پر ختم ہوتا ہے یعنی کسی حاجی نے رمی میں ترتیب کو ترک کر دیا تو وہ اگلے روز کی صبح صادق تک اس کا اعادہ کر سکتا ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأحد، ۱۲ ذو الحجة ۱۴۳۰ھ، ۲۹ نوفمبر ۲۰۰۹ م 663-F

عورتوں کے لئے دن میں رمی افضل ہے یا رات میں

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت

۳۲۔ الدّر المنتقى فى شرح الملتقى، كتاب الحجّ، فصل إذا دخل مكّة إلخ، تحت قوله: يعوذ إلى منًى فيرمي إلخ، ۴۱۵/۱

۳۳۔ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب رمي الجمار و أحكامه، فصل فى أحكام الرّمي و شرائطه و واجباته، ص ۲۷۶

کے لئے دن میں رمی کرنا افضل ہے یا رات میں جب کہ بلاعذر رات تک رمی کی تاخیر کو مکروہ قرار دیا گیا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ عورت کے حق میں رات میں رمی کرنا افضل ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

إلاّ أنَّ رميَها فی اللَّيلِ أفضلُ (۳۴)

یعنی، مگر یہ کہ عورت کا رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: مرد وزن در رمی جمار برابر اند اِلاّ آنکہ افضل در حق زن آن است کہ رمی نماید در شب زیادۂ للسّتر (۳۵)

یعنی، مرد اور عورت رمی جمار میں برابر ہیں مگر یہ کہ عورت کے حق میں پردہ میں زیادتی کے لئے افضل یہ ہے کہ رات میں رمی کرے (کہ اس میں زیادہ ستر ہے)۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۱۳ ذوالحجۃ ۱۴۳۰ھ، ۳۰ نوفمبر ۲۰۰۹م F-664

قصداً ممنوعات احرام کے مرتکب وتارکِ واجبات کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ قصداً و ارادۃً محظوراتِ احرام وممنوعاتِ حج کے ارتکاب اور واجبات کو ترک کرنے والوں کے

۳۴۔ المسلك المتقسّط فی المنسك المتوسّط، باب رمی الجمار، فصل أحكام الرمی إلخ، تحت قوله: فيكرهُ تركُها إلخ، ص ۲۷٦

۳۵۔ حياة القلوب فی زيارة المحبوب، باب نهم دربيان طواف زيارة، فصل چهارم در بيان وقت رمی جمار، ص ۲۱۸

بارے میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے کیونکہ مسلمان ممالک کے صدور یا وزراء اعظم یا دیگر اُمراء، وزراء اور مشیر آتے ہیں عمرہ یا حج ادا کرتے ہیں حلق تو وہ بالکل کرواتے ہی ہیں، قصر شرعی بھی وہ شاید نہ کرواتے ہوں ان لوگوں اور ان جیسے دوسرے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: مامورات کا ترک ہو یا منہیات کا ارتکاب دونوں ممنوع ہیں یعنی وہ کام کہ شریعت مطہرہ نے جن کے کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو بلا عذر شرعی چھوڑنا یا وہ کام کہ شریعت مطہرہ نے جن کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے وہ کام بلا عذر شرعی کرنا ممنوع ہے وہ احکام جو فرض یا واجب کے درجے میں ہیں اُن کو چھوڑنے والا اور وہ کام جو حرام قطعی یا حرام ظنی یعنی کراہت تحریمی کے درجے میں ہیں ان کا ارتکاب کرنے والا عند اللہ گنہگار ہے، اور قصداً ان مامورات اور سُنن کا ترک محرمیوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے جو ایسا کرتے ہیں۔

واجبات کے ترک کے متعلق مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

حکم واجب آنست اگر ترک کرد یکے از آنہا صحیح باشد حج او و لازم آید بروے دَم یا صدقہ برابر است کردہ باشد آن را عمداً یا سہواً یا نسیاناً یا جہلاً لیکن چون ترک کرد بطریق تعمد آثم باشد اگر چہ دم دہد مرتفع نگردد آن اثم بغیر توبہ (۳۶)

یعنی، واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر اُن میں سے کسی ایک کو ترک کردے تو اُس کا حج صحیح ہو جائے گا اور اُس پر دَم یا صدقہ لازم آئے گا چاہے اُسے جان بوجھ کر، یا سہو میں یا بھول میں یا علم نہ ہونے کی وجہ سے ترک کیا ہو لیکن جب جان بوجھ کر ترک کیا ہو تو گنہگار ہو گا اگر چہ دَم دے دے اور وہ گناہ بغیر توبہ کے نہ اٹھے گا۔

۳۶۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، مقدمۃ الرسالۃ، فصل سیوم، ص ۴۵

عمداً ممنوعات کے مُرتکب پر وُجوبِ جزاء اور لزومِ گُناہ پر علماء کرام نے قرآن کریم سے بھی استدلال کیا ہے، چنانچہ قاضی حسین بن محمد سعید بن عبدالغنی مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ لکھتے ہیں:

فالقرآنُ دلَّ علی وُجوب الجزاءِ علی العامد و علی إثمِهِ بقوله: ﴿لِيَذُوْقَ وَ بَالَ اَمْرِهٖ﴾ (۳۷)

یعنی، پس قرآن کریم نے اپنے اِس قول ''تا کہ چکھیں اپنے امر کا وبال'' کے ساتھ عامد پر وُجوب جزاء اور لُزومِ گُناہ پر دلالت کی ہے۔

اور ممنوعات کے ارتکاب کے بارے میں صاحب فتح القدیر کے شاگرد علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

المُحرِمُ إذا جَنَی عمداً بلا عُذرٍ یجبُ علیه الجزاءُ و الإثمُ، و إنْ جَنَی بغیرِ عمدٍ أو بعذرٍ فعلیه الجزاءُ دونَ الإثمِ و لا بدّ من التَّوبةِ علی کلِّ حالٍ (۳۸)

یعنی، مُحرِم جب بلاعُذر جان بوجھ کر جُرم کرتا ہے تو اُس پر جزاء اور گُناہ دونوں لازم آتے ہیں، اور اگر جان بوجھ کر جُرم نہیں کرتا یا کسی عُذر کی وجہ سے جُرم کرتا ہے تو اُس پر جزاء ہے نہ کہ گُناہ اور ہر حال میں توبہ ضروری ہے۔

اِس کے تحت ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

فیه: أنّه لا یجبُ التَّوبةُ إذا کان بعذرٍ أو بغیرِ عَمدٍ، و المقصودُ أنّه إذا جَنَی عَمداً بلا عُذرٍ ثمّ کفَّر، فلا یُتوهَّمُ أنّه لا یتوجَّهُ علیه الإثمُ، و لا تجبُ علیه التَّوبةُ (۳۹)

۳۷۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملاّ علی القاری، باب الجنایات، تحت قول اللّباب: عامداً أو خاطئاً، ص ۳۳۱

۳۸۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات، ص ۳۳۰

۳۹۔ المسلك المتقسّط فی المنسك المتوسّط، باب الجنایات، ص ۳۳۰

یعنی، اِس میں ہے کہ جب عذر کے سبب (ارتکاب) ہو یا (ارتکاب) قصداً نہ ہو تو توبہ واجب نہیں ہے اور مقصود یہ ہے کہ جب جان بوجھ کر بلا عذر جُرم کرے پھر کفارہ دے دے تو یہ وہم نہیں کیا جاسکتا کہ اُس کی طرف گُناہ متوجہ نہیں ہوگا اور اُس پر توجہ واجب نہیں ہوگی۔

اور مُلّا علی قاری (۴۰) مزید لکھتے ہیں جسے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ (۴۱) نے بھی نقل کیا کہ

فقد ذكر "ابنُ جماعة" عن "الأيمةِ الأربعةِ" أنّه إذا ارتكبَ محظورَ الإحرام عامداً يأثمُ، ولا تُخرجُه الفِديةُ، و العزمُ عليها عن كونِه عاصياً

قال النّووى: و ربما ارتكبَ بعض العامّة شيئًا مِن هذه المحرّماتِ، وقال: أَنا أفدِى متوهِّماً أنّه بالتزامِ الفِديةِ يتخلّصُ من وَبال المعصيَّةِ، و ذلك خطأٌ صريحٌ و جهلٌ قبيحٌ، فإنّه يحرُمُ عليه الفعلُ، فإذا خالَفَ أَثِمَ، و لزِمَته الفِديةُ، و ليستِ الفِديةُ مُبيحةً للإقدام على فعلِ المحرَّم، و جهالةُ هذا الفعل كجهالةِ مَن يقول: أنا أشربُ الخمرَ و أزنى و الحدُّ يُطهِّرُنى، و مَن فَعَل شيأً ممّا يُحكَمُ بتحريمِه، فقد أخرَجَ حجَّهُ عن أن يكونَ مبروراً، انتهى

و قد صرَّحَ أصحابُنا بمثلِ هذا فى الحُدودِ، فقالوا: إنّ الحدَّ لا يكونُ طُهرةً مِن الذَّنبِ، و لا يعملُ فى سُقوطِ الإثم، بل لا بدَّ

۴۰۔ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسّط، باب الجنايات، تحت قوله: لا بدَّ مِن التّوبة إلخ، ص ۳۳۰، ۳۳۱

۴۱۔ ردُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قول التّنوير: و لو

من التّوبةِ، فإنْ تابَ كان الحدُّ طُهرةً له، و سقَطَتْ عنه العقوبةُ الأخرويَّةُ بالإجماع، و إلّا فلا، لكن قال صاحب "الملتقط" فی باب الإيما: إنَّ الكفّارة تَرفَعُ الإثمَ و إن لم تُوجَدِ التَّوبةُ من تلك الجناية، انتهی

و يؤيِّده ما ذكَرهُ الشّيخ نجم الدّين النّسفی فی تفسيره "التّيسير" عند قول تعالیٰ: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ أی: اصطاد بعد ذلك الإبتداءِ، قيل: هو العذابُ فی الآخرةِ مع الكفّارةِ فی الدُّنيا، إذا لم يَتُبْ منه، فإنّها لا ترفعُ الذَّنبَ عن المصرِّ، انتهی، و هذا تفصيلٌ حسنٌ، و تقييدٌ مستحسنٌ يُجمَعُ به بين الأدلّة و الرّوايات، والله تعالیٰ أعلم، بحقائق الحالات، و اللّفظ للقاری

یعنی، علامہ ''ابن جماعہ'' نے ''ائمہ اربعہ'' سے ذکر کیا کہ اگر مُحرِم ممنوعاتِ احرام کا جان بوجھ کر ارتکاب کرلے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور فدیہ اور اُس کا عزم اُسے اُس کے گنہگار ہونے سے نہیں نکالتا۔

امام نووی (شافعی) (۴۲) نے فرمایا بسا اوقات عوام ان ممنوعات میں سے کچھ کا ارتکاب کرتے ہیں اور (مرتکب) کہہ دیتا ہے کہ میں فدیہ دے دوں گا اور اُس کا وہم ہے کہ فدیہ کا التزام کرنا اُسے معصیت کے وبال سے چھٹکارا دلا دے گا اور یہ صراحۃً خطا اور بہت قبیح جہالت ہے، پس اُس پر ممنوع کا ارتکاب حرام تھا جب اُس نے خلاف کیا تو گنہگار ہوا اور اُسے فدیہ لازم ہو گیا اور فدیہ ممنوع فعل پر اقدام کو مُباح نہیں

۴۲۔ كتاب متن الإيضاح، الباب الثّانی فی الإحرام، فصلان بعد فصل فی محرّمات الإحرام، ص۵۸

کرتا، (٤٣) اور یہ جہالت اُس شخص کی جہالت کی مثل ہے جو یہ کہے کہ میں شراب پیوں گا اور زنا کروں گا اور حدّ مجھے پاک کر دے گی، اور جس شخص نے ایسا کام کیا کہ جس کا حرام ہونا محکم ہے تو اس کا یہ ارتکاب اُسے اس کے حج کو حجِ مقبول ہونے سے نکال دے گا۔ انتہی

اور ہمارے اصحاب نے اِس کی مثل (اُمور) کی حُدود کے بیان میں تصریح کی ہے پس انہوں نے کہا کہ حدّ گُناہ سے پاک کرنے والی نہیں اور گُناہ کے ساقط ہونے میں عمل نہیں کرتی بلکہ اس کے لئے توبہ ضروری ہے پس اگر وہ توبہ کر لے تو حدّ اس کے لئے پاک کرنے والی ہے اور آخرت کی سزا اس سے بالاجماع ساقط ہو جائے گی ورنہ نہیں لیکن صاحبِ ''ملتقط'' نے باب الأیمان میں فرمایا کہ کفّارہ گُناہ کو اٹھا دیتا ہے اگرچہ اُس جُرم سے توبہ کرنا نہ پایا جائے اھ اور اِس کی تائید اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ جو شیخ نجم الدین نسفی (٤٤) نے اپنی تفسیر ''التیسیر'' میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (٤٥) کے تحت لکھا کہ یعنی اُس نے اِس ابتداء کے بعد شکار کیا، کہا گیا ہے کہ جب وہ اس جرم سے توبہ نہیں کرتا تو دنیا میں اس کفّارے کے ساتھ آخرت کا عذاب ہے کیونکہ کفارہ مصرّ سے گُناہ نہیں اٹھاتا اھ اور یہ اچھی تفصیل ہے اور مستحسن تقیید ہے کہ جس نے ادلّہ اور روایات

٤٣۔ علامہ ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں: فدیہ اُس گُناہ کو اصلاً اُٹھانے والا نہیں ہے جیسا کہ تمام کفارے، (حاشية العلامة ابن حجر الهيتمي، الباب الثاني في الإحرام، فصل: هذه محرّمات الإحرام إلخ، ص ٢٢٤)

٤٤۔ یہ ابو حفص عمر بن محمد نجم الدین نسفی (متوفی ٥٣٧ھ) ہیں اور اُن کی تفسیر کا نام ''التَّیسِیر فی التّفسیر'' ہے جیسا کہ ''کشف الظّنون'' (٥١٩/١) اور ''الفوائد البهية'' (ص ١٤٩) میں ہے۔

کے مابین جمع کردیا۔ واللہ تعالیٰ أعلم بحقائقِ الحَالات

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ (۴۶) نے لکھا اور ان سے علامہ قاضی حسین بن محمد سعید عبدالغنی مکی حنفی متوفی ۱۳۶۶ھ (۴۷) نے نقل کیا ہے کہ

فیُحملُ ما فی "الملتقط" علی غیر المصرِ، و ما فی غیرِہ علی المصرّ، و قد ذکَرَ ھذا التّوفیقَ العلاّمة "نوح" فی "حاشیة الدرر" اھ

یعنی، جو ''ملتقط'' میں ہے وہ غیر مُصر پر اور اس کتاب کے علاوہ دیگر میں ہے اُسے مُصر پر محمول کیا جائے گا، اور یہ موافقت (بین الأ دلّہ و الرّوایات) علامہ نوح نے ''دُرَر'' کے حاشیہ میں ذکر کی ہے۔

ترکِ واجب اور ارتکابِ حرام گُناہ ہے اور اس پر مصرّین ایک بار گناہ کر کے دوبارہ کرنے کے والے کے لئے ''مناسک ملاّ علی قاری'' کے حاشیہ میں ہے:

یقالُ لہُ: اذھَب ینتقمُ اللہ منك، و استدلّ بقولہ تعالیٰ: ﴿وَ مَنۡ عَادَ فَیَنۡتَقِمُ اللّٰہُ مِنۡہُ﴾ (۴۸)

یعنی، اُسے کہا جائے جا تجھ سے اللہ تعالیٰ انتقام لے گا. اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اور جو اب کرے گا اللہ اُس سے بدلہ لے گا'' سے استدلال کیا ہے۔

اور یہ احقر کہتا ہے کہ جب ایک شخص جانتا ہے کہ یہ فعل احرام میں حرام ہے پھر وہ یہ بھی

۴۶۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِ المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قول التّنویر: و لو ناسیاً إلخ، ۶۵۲/۳

۴۷۔ أیضاً إرشادُ السّاری إلی مناسك الملاّ علی القاری، باب الجنایات، تحت قولہ: ھذا تفصیلٌ حسنٌ، ص ۳۳۱

۴۸۔ المائدۃ: ۹۵/۵۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملاّ علی القاری، باب الجنایات، تحت

جانتا ہے کہ اس کے ارتکاب پر فدیہ لازم آئے گا پھر بھی وہ اس فعل حرام کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ پشیمان نہیں بلکہ ممنوعات کے ارتکاب میں دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرتا ہے لہٰذا اُس کا جُرم ایسا ہے کہ صرف کفّارہ ادا کرنے سے گُناہ معاف نہیں ہوگا بلکہ اُس کے لئے توبہ کرنی ہوگی، برخلاف اُس شخص کے کہ جس سے ممنوع کا ارتکاب ہوگیا پھر معلوم ہونے پر پشیمان ہوا اور اس نے کفّارہ ادا کیا تو اس کا یہ کفّارہ اس کے گُناہ کو اٹھادے گا کیونکہ اُس کا پشیمان ہونا اُس کی توبہ سے کافی ہوگیا کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

"كَفَّارَةُ الذَّنْبِ النَّدَمُ أَوِ النَّدَامَةُ" (٤٩)

یعنی، گُناہ کا کفّارہ ندامت ہے۔

اور امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حنفی نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ

"جو شخص گُناہ کر کے نام ہوا تو یہ ندامت اس کے گناہوں کا کفّارہ ہے"۔(٥٠)

اور یہاں ارتکاب ممنوع پر اصرار نہیں پایا گیا اور وہاں پایا گیا اِس لئے توبہ کرنا لازم ہوگئی۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا محدّث بریلوی متوفی ١٣٤٠ھ لکھتے ہیں:

کفّارے اِس لئے ہیں کہ بُھول چُوک سے یا سونے میں یا مجبوری میں جرم ہوں تو کفّارہ سے پاک ہو جائیں نہ اِس لئے کہ جان بوجھ کر بلا عذر جرم کرو اور کہو کہ کفّارہ دے دیں گے، دینا تو جب بھی آئے گا مگر قصداً حکمِ الٰہی کی مخالفت سخت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، حق تعالیٰ توفیق طاعت عطا فرما کر مدینہ طیبہ کی زیارت کرائے،

٤٩۔ أخرجه أحمد فی مسنده، (برقم: ٢٦٢٣، ٢٨٩/١) و الطّبرانی فی "المعجم الكبير" (برقم: ١٢٧٩٥)، أبو الجوزاء عن ابن عباس، (١٣٤/١٢) و البيهقی فی "الشّعب" (السّابع و الأربعون من شعب الإيمان، برقم: ٦٦٣٨، ٢٦٦/٩) عن ابن عبّاس مرفوعاً

آمین (٥١)

اور جو لوگ واجبات جان بوجھ کر ترک کرتے ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے کوئی شخص جان بوجھ کر ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کرے اور پھر اگر اُن کو اپنے عہدے پر ناز ہے یا اپنی دولت پر تو دونوں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں اگر انہیں شریعت مطہرہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور آخرت کو فراموش کر بیٹھے ہیں تو اپنی اس حالت پر اُن کو افسوس کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رونا اور گڑگڑانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی حالت بدل دے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الجمعة، ٣٠ ذو القعده ١٤٢٩ھ، ٢٨ نوفمبر ٢٠٠٨م 483-F

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی مُحرم کے احرام میں نجاست لگی ہوئی ہو اور اُسے معلوم نہ ہو تو دیکھنے والے پر لازم ہے کہ اُسے بتائے یا لازم نہیں ہے، اسی طرح کسی مُحرم کو ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کے ارتکاب کرتا ہوا پائے تو دیکھنے والا کیا کرے اُسے بتائے یا نہ بتائے؟

(السائل: ابو طالب قادری)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: مُحرم کے احرام کی چادروں پر نجاست درہم کی مقدار سے زائد ہو اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہو کہ اگر میں اسے بتا دوں گا تو یہ دھو لے گا تو اُس پر لازم ہے کہ اُسے بتا دے اور اگر یہ جانتا ہو کہ یہ شخص میری بات نہیں سُنے گا تو اُسے اختیار ہے کہ بتائے یا نہ بتائے، چنانچہ امام افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری حنفی متوفی ٥٤٢ھ لکھتے ہیں:

رأى علـى ثوبِ إنسانٍ نجاسةً أكثرَ مِن قدرِ الدّرهمِ، و إنْ وَقَعَ

٥١۔ أنوار البشارة في مسائل الحج والزيارة، فصل ششم حرم اور اُن کے کفّارے ... نصیحت ... ص ٧٣

فی قلبِه أنّه لو أخبرَه يشتغِلُ بغسلِه لم يسعهُ أنْ لا يُخبِرَهُ، و إنْ عَلِمَ أنّه لا يلتفتُ إلى كلامِهِ كان فی سعةٍ أن لا يُخبِرَهُ (٥٢)

یعنی، کسی انسان کے کپڑوں پر درہم کی مقدار سے زیادہ نجاست لگی ہوئی دیکھی، اگر دیکھنے والے کے دل میں آئے کہ اگر میں اُسے بتاؤں گا تو یہ اُسے دھونے میں مشغول ہو جائے گا تو اُسے اِس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ اُسے خبر نہ دے، اور اگر وہ جانتا ہے کہ وہ شخص اِس کی بات کی طرف توجہ نہیں کرے گا تو اُسے گنجائش ہے کہ اُسے خبر نہ دے (یعنی چاہے تو خبر دے اور چاہے تو نہ دے)۔

اور سوال میں ذکر کردہ دیگر اُمور کو بھی اِسی پر قیاس کرنا چاہئے، دراصل یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے باب سے ہیں چنانچہ امام افتخار الدین بخاری حنفی لکھتے ہیں:

الأمرُ بالمعروفِ على هذا، إن عَلِم أنّهم يَسمعونَ يجبُ عليه إلّا لا (٥٣)

یعنی، امر بالمعروف اِسی پر ہے اگر جانتا ہے کہ وہ اُس کی بات سُنیں گے تو اُس پر (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) واجب ہے ورنہ نہیں۔

اور بعض فقہاء کرام نے مطلقاً امر بالمعروف کو واجب قرار دیا ہے، چنانچہ امام افتخار الدین بخاری حنفی لکھتے ہیں:

قال الإمام السّرخسی: الأمرُ بالمعروفِ واجبٌ مطلقاً من غيرِ هذا التّفصِيلِ (٥٤)

یعنی، (شمس الائمہ) امام سرخسی (حنفی) نے فرمایا امر بالمعروف اِس تفصیل کے بغیر مطلقاً واجب ہے۔

٥٢۔ خلاصة الفتاویٰ، کتاب الطّهارات، الفصل الثّامن فی النّجاسة، ٤٦/١

٥٣۔ خلاصة الفتاویٰ، کتاب الطّهارات، الفصل الثّامن فی النّجاسة، ٤٦/١

٥٤۔ خلاصة الفتاویٰ، کتاب الطّهارات، الفصل الثّامن فی النّجاسة، ٤٦/١

احقر یہ کہتا ہے کہ فی زمانہ صرف سامنے والے کے سُننے یا نہ سُننے، ناصح کی بات کی طرف توجہ کرنے یا نہ کرنے، خیرخواہ کی خیرخواہی قبول کرنے یا نہ کرنے کی بات نہیں بلکہ خوف اس بات کا رہتا ہے کہ وہ اس کا انکار ہی نہ کر دے اور جس کام کے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا ہے وہ فرض قطعی یا واجب بھی ہوسکتا ہے یا جس کام سے اُسے روکا گیا، وہ حرام قطعی یا حرام ظنّی (یعنی مکروہ تحریمی) بھی ہوسکتا ہے تو اس کے انکار کے خوف کا مطلب ہے کہ اس کے مرتد یا گمراہ ہونے کا خوف، پھر لوگوں کے حالات ایسے ہوگئے کہ خیرخواہی کرنے والے کی عزت یا جان کو بھی خطرہ ہوسکتا ہے اور فی زمانہ لوگوں کی یہ حالت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اس لئے اِن حالات میں اُسی پر عمل کرنا بہتر ہے جو امام افتخار الدین بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ١٦ ذوالقعدہ ١٤٣١ھ، ٢٥ اکتوبر ٢٠١٠م 676-F

حالتِ احرام میں جسم پر پٹی باندھنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ میرے گھٹنے میں انتہائی شدید تکلیف ہے جس کی وجہ سے میں اس پر گرم پٹی چڑھا کر رکھتا ہوں اب حج کا احرام باندھنے سے احرام کھلنے تک اگر میں گھٹنے پر گرم پٹی نہیں چڑھاؤں گا تو مجھے تکلیف بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہے، اب اس صورت میں اگر احرام باندھنے کے بعد گھٹنے پر گرم پٹی چڑھالوں تو مجھ پر کوئی دَم یا صدقہ تو لازم نہیں آئے گا۔

(السائل: ایک حاجی از لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: جن اعضاء کا احرام میں کُھلا رکھنا واجب ہے اُن کے علاوہ دیگر اعضاء پر کسی عذر کی بنا پر پٹی وغیرہ باندھنا جائز ہے چنانچہ علامہ محمد سلمان اشرف لکھتے ہیں:

بلاعذر سر یا مُنھ پر پٹی باندھنا مکروہ تحریمی ہے اِن دو اعضاء کے سوا کسی

اور حصہ بدن پر پٹی باندھنا عذر کے ساتھ جائز ہے اور بلا عذر مکروہ ہے۔(۵۵)

اور امام شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

و إن عصّب شيئًا مِن جَسَدِه مِن علّةٍ أو غير علّةٍ فلا شيءَ عليه، لأنّـه غيرُ ممنوعٍ عن تغطِيَةِ سائرِ الجسدِ سِوى الرّأسِ و الوَجهِ و لكن يكرهُ له أنْ يُغطّيَ ذلك من غيرِ علّةٍ (٥٦)

یعنی، ضرورت کی وجہ سے یا بے ضرورت بدن کا کوئی حصہ پٹی باندھی تو اُس پر کچھ (کفّارہ) لازم نہیں کیونکہ اُسے سوائے سر اور چہرے کے سوا پورے جسم کو ڈھکنے سے نہیں روکا گیا، لیکن وہ بے ضرورت مکروہ ہے۔ (۵۷)

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۸ ذو القعدة ۱۴۲۹ھ، ۲۶ نوفمبر ۲۰۰۸م 481-F

حالتِ احرام میں خوشبو سونگھنے کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص احرام باندھنے کے بعد خود خوشبو استعمال نہیں کرتا مگر خوشبو پڑھی ہوئی ہے بغیر لگائے سونگھ لیتا ہے تو اِس پر کچھ کفّارہ لازم آئے گا یا نہیں، اِسی طرح کسی خوشبو میں بسے ہوئے شخص کے پاس سے گزرتا ہے یا عطار کی دوکان کے سامنے سے گزرتا ہے یا بیت اللہ شریف کے قریب جاتا ہے تو خوشبو تو اُسے بہر حال آئے گی ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟

(السائل: محمد فیاض، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: احرام میں خوشبو سونگھنے سے اگرچہ

۵۵۔ الحجّ، مصنّفہ محمد سلمان اشرف، احرام میں لباس مکروہ، ص ۴۴۔۴۵

۵۶۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب ما يلبَسهُ المُحرِم من الثّياب، ۲/۴/۱۱۵

۵۷۔ الحج لمحمد سلمان أشرف، ص ۴۵

کچھ لازم نہیں آتا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۰ھ لکھتے ہیں:

و کذا لا بأسَ بشمِّه (۵۸)

یعنی، اِسی طرح خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

لا یجبُ شیٌٔ بشمِ الطّیبِ، و لو کان مکروهاً، لعدم الالصاقِ (۵۹)

یعنی، خوشبو سونگھنے میں خوشبو جسم کے ساتھ مُلصَق نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لازم نہیں اگرچہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور ملا علی قاری دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

و لو شَمَّ طِیباً أو دخل بیتاً مُجمَّرًا فعَلِقَ بثوبِه رائحةٌ فلا شیٌٔ علیه، و یُکرهُ له شمُّهُ قصداً (۶۰)

یعنی، اگر خوشبو سونگھی یا دھونی دیئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا پس اُس کپڑوں میں خوشبو داخل ہوگئی تو اس پر کچھ (کفّارہ) لازم نہیں اور اس کے لئے اُسے قصداً سونگھنا مکروہ ہے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ

لا یلزَمُهُ شیءٌ بشَمِّ الرَّیحان و الطّیبِ و أثمارِ الطّیبةِ مع کراهةِ شمِّه (۶۱)

۵۸۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات، فصل فی تطییب الثّوب إلخ، ص۳۵۶

۵۹۔ المسلك المتقسّط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل فی تطییب الثّوب إلخ، ص۳۵۶۔۳۵۷

۶۰۔ فتح باب العنایة، کتاب الحجّ، فصل فی الجنایات، ۲/۲۸۸

۶۱۔ الفتاویٰ الهندیة، کتاب الحج، الباب الثّامن فی الجنایات، الفصل الأول فیما یجب

یعنی، خوشبو، پھول اور پھل سونگھنے سے کچھ کفارہ تو لازم نہیں آتا لیکن (خوشبو) سونگھنا مکروہ ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں کہ

أنّه لو شَمَّ طِيباً أو ثِماراً طَيِّبَةً لا كفّارة عليه و إن كُرِهَ (٦٢)

یعنی، اگر خوشبو یا خوشبودار پھل سونگھ لئے تو اُس پر کچھ کفارہ لازم نہیں اگرچہ یہ مکروہ ہے۔

اور غیر اختیاری طور پر خوشبو آئے تو مُحرم کو چاہئے کہ وہ خوشبو سونگھنے کا قصد نہ کرے اور اگر قصد کرے گا تو کراہت لازم آئے گی اگرچہ کراہت تنزیہی ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلثاء، ۲۷ ذو القعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۵ نوفمبر ۲۰۰۸ م 482-F

حالتِ احرام میں موتیا اور خوشبو والی کریم کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ حالتِ احرام میں موتیا کے گجرے، خوشبو والی کریم وغیرہا استعمال کرنا کیسا ہے؟

(السائل: C/O لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حالتِ احرام میں خوشبو اور خوشبودار اشیاء کا استعمال ممنوع ہے چاہے اس کا استعمال بدن میں ہو یا کپڑوں میں، پھر خوشبو کی اقسام کثیر ہیں اور ان کے استعمالات بھی مختلف ہیں اس لئے صرف سوال میں ذکر کردہ اشیاء اور ان کے استعمالات کا حکم بیان کیا جائے گا۔

موتیا اور گجرے: ان کا استعمال بطور سونگھنے اور گلے یا ہاتھ میں پہننے کے ہوتا ہے، ہاتھ یا گلے میں پہننے یا ہاتھ میں پکڑنے کی صورت میں اُن کی خوشبو ہاتھوں وغیرہ کو نہیں لگتی، خوشبو

٦٢۔ ردُّ المحتار علی الدر المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قوله: إن طيّب، ٦٥٣/٣

اُن کے پانی میں ہوتی ہے وہ اُن کو مسلنے سے نکلتا ہے نہ کہ پہننے اور ہاتھ لگانے سے، باقی رہا سونگھنا تو وہ مکروہ ہے مگر اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا لیکن مکروہ کے ارتکاب سے بھی بچنا چاہئے، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیمو، نارنگی، گلاب، چمبیلی، بیلے، جُوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں اگرچہ محرم کو خوشبو سونگھنا مکروہ ہے(۶۳)

علامہ سراج الدین علی بن عثمان اوسی حنفی متوفی ۵۶۹ھ لکھتے ہیں:

لو شَمَّ الطِّیبَ لا شیءَ علیه (٦٤)

یعنی، اگر خوشبو سونگھی تو اُس پر کچھ لازم نہیں۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماءِ ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ:

لا یلزَمُه شیٔ بشم الرَّیحان و الطِّیب و أثمارِ الطَّیبةِ مع کراهةِ شمِّه کما فی "غایة السَّروجی شرح الهدایة" (٦٥)

یعنی، خوشبو، پھول اور پھل سونگھنے سے کچھ کفّارہ تو لازم نہیں آتا لیکن مکروہ ہے جیسا کہ ''غایۃ السروجی شرح الہدایہ'' میں ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أنه لو شَمَّ طیباً أو ثِماراً طَیِّبةً لا کفّارةَ علیه و إن کُرِهَ (٦٦)

یعنی، اگر خوشبو یا خوشبودار پھل سونگھے تو اُس پر کوئی کفّارہ نہیں ہے اگرچہ (خوشبو سونگھنا) مکروہ ہے۔

خوشبودار کریم: اس میں خوشبو تھوڑی ہے تو پورے عضو پر لگانے کی صورت میں دَم اور

۶۳۔ بہارِ شریعت، حج کا بیان، جُرم اور اُن کے کفارے، خوشبو اور تیل لگانا، ۱/۶/۱۰۰

٦٤۔ الفتاوی السّراجیة، کتاب الحجّ، باب التّطیب المحرم، ص ٣٥

٦٥۔ الفتاویٰ الهندیة، کتاب الحجّ، الباب الثّامن فی الجنایات، الفصل الأول فیما یجب بالتّطیب و التّدهین، ١/ ٢٤٠

٦٦۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قوله: إنْ طَیب، ٣/٦٥٣

اس سے کم میں صدقہ لازم ہوگا اور خوشبو اگر زیادہ ہے تو چوتھائی عضو پر لگانے کی صورت میں دَم اور اس سے کم میں صدقہ لازم ہوگا، چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

لـو طيَّـب بالقليلِ عُضواً كاملاً أو بالكثيرِ رُبعَ عضوٍ لَزِمَ الدَّمُ و إلَّا فصدقَة (٦٧)

یعنی، تھوڑی خوشبو پورے عضو پر لگائی یا بہت خوشبو چوتھائی عضو پر تو قربانی واجب ہوئی ورنہ صدقہ۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم السبت، ٤ ذوالحجه ١٤٣٠ھ، ٢١ نوفمبر ٢٠٠٩م 658-F

رمی میں عورتوں کا نائب بننا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے کہ جو اپنی عورتوں کو رمی کے لئے نہیں لے جاتی بلکہ اُن کی رمی خود کر کے آجاتے ہیں جس طرح مرد پر خود رمی کرنا واجب ہے کیا عورتوں پر واجب نہیں، کیا اس حکم میں عورتوں اور مردوں میں کوئی فرق ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب: اِس حکم میں مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، جس طرح غیر معذور مرد پر خود رمی کرنا واجب ہے اِسی طرح غیر معذور عورت پر بھی خود رمی کرنا واجب ہے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

و الرَّجُلُ و المرأةُ فی الرَّمی سواءٌ (٦٨)

یعنی، مرد اور عورت رمی (کے حکم) میں برابر ہیں۔

٦٧۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: كاملاً، ٦٥٣/٣

٦٨۔ لباب المناسك مع شرحه للقاري، باب رمي الجمار و أحكامه، فصل في أحكام الرمي الخ، ص ٢٧٦

اور اِس کے تحت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ

و فیه إیماءٌ إلی أنّه لا یجوزُ النّیابَةُ عن المرأةِ بغیر عُذرٍ (۶۹)

یعنی، اور اِس میں اشارہ ہے کہ بلا عذر عورت کی طرف سے رمی میں نیابت جائز نہیں ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

مرد و زن در رمی جمار برابراند الاّ آنکہ افضل در حق زن آن است کہ رمی نماید در شب زیادۂ للسّتر و جائز نیست زنے را کہ نائب فرستد بعوض خود برائے رمی جمار مگر آنکہ عذرے داشتہ باشد کہ مانع گردد از رمی بنفس خود چنانچہ مرض و مانند آن (۷۰)

یعنی، مرد اور عورت رمی جمار میں برابر ہیں مگر یہ کہ عورت کے حق میں پردہ کی زیادتی کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رات میں رمی کرے، عورت کو جائز نہیں کہ وہ اپنی جگہ رمی کے لئے اپنے نائب کو بھیجے مگر یہ کہ عورت کو کوئی عذر ہو جو خود رمی کرنے سے مانع ہو جیسا کہ مرض وغیرہ۔

اس کے لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ نائب بنانے کی رُخصت اُس مریض کے لئے ہے جو سواری پر بھی نہ جا سکتا ہو فی زمانہ اُسے وہیل چیئر پر بٹھا کر بھی نہ لے جا سکتا ہو تو اس طرح کا مریض مرد ہو خواہ عورت دوسرے کو اپنا نائب بنا دے، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ نقل کرتے ہیں:

جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جا سکتا ہو وہ دوسرے کو حکم کر دے کہ اُس کی طرف سے رمی کرے۔ اس کے بعد اسی کے آگے لکھا

۶۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب رمی الجمار و أحکامه، فصل فی أحکام الرّمی إلخ، ص۲۷۶

۷۰۔ حیاة القلوب فی زیارة المحبوب، باب نهم دربیان طواف زیارة، فصل چهارم در بیان وقت رمی جمار، ص۲۱۸

کہ اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رمی کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس کا ساتھی اُس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائے۔ یو ہیں بیہوش یا مجنون یا ناسمجھ کی طرف سے اُس کے ساتھ والے رمی کر دیں اور بہتر یہ ہے کہ اُن کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائیں۔ "منسک" (۷۱)

لہٰذا غیر معذور عورتوں کی جانب سے جو لوگ رمی کر دیتے ہیں اس سے اُن عورتوں کے ذمے سے رمی کا وجوب ساقط نہ ہوگا۔ اور ترک رمی کی وجہ سے جزاء و گناہ سے نہ بچ پائیں گے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الثلاثاء، ۷ ذوالحجة ۱٤۳۰ھ، ۲٤ نوفمبر ۲۰۰۹م 666-F

تینوں دنوں کی رمی ترک کی تو کیا لازم ہوگا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے تینوں دنوں کی رمی ترک کر دی یا اس سے کسی وجہ سے ترک ہوگئی اِس صورت میں اُس پر کتنے دَم لازم ہوں گے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالىٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس شخص پر ایک دم لازم ہوگا چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

مَن تَرَكَ رَمیَ الجِمَارِ فی الأیّامِ کُلِّها فعلیهِ دمٌ لتحقُّقِ تركِ الوَاجبِ و یَکفِیهِ دمٌ واحدٌ، لأنَّ الجِنسَ مُتّحدٌ (۷۲)

یعنی، جس نے تمام دنوں کی رمی ترک کر دی تو اس پر ترکِ واجب متحقق

۷۱۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب أحكام الرمی و أحكامه، فصل فی أحكام الرّمی و شرائطه إلخ، ص ۲۷٤

بہار شریعت، حج کا بیان، منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، باقی دنوں کی رمی، ۲/٦/ ۸۸

۷۲۔ الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، ۱/۲/۲۰۰، ۲۰۱

ہونے کی وجہ سے دَم لازم ہے اور اُسے ایک دَم کافی ہوگا کیونکہ جنس متحد ہے۔

اور علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں:

و لو تَرَكَ رَمیَ الجِمارِ كُلِّها أو یومٍ واحدٍ أو جمرةِ العَقبةِ یومَ النَّحرِ فعلیه شاةٌ (۷۳)

یعنی، اگر تمام جمرات کی رمی ترک کی یا ایک دن کی یا یوم نحر میں جمرۂ عقبہ کی (تمام صورتوں میں) اُس پر (دَم کے طور پر) بکری (ذبح کرنا) لازم ہے۔

یاد رہے کہ رمی واجبات حج سے ہے اور واجب کا بلاعذر قصداً ترک گناہ ہے اور دَم دینے سے ترکِ واجب کی وجہ سے حج میں لازم آنے والا نقصان تو پورا ہو جاتا ہے لیکن اُس سے لازم آنے والا گُناہ تو اس کے لئے سچی توبہ کرنی ہوگی، خصوصاً رمی کہ جس کے معاملے میں بہت لوگ غیر محتاط ہیں، کچھ تو رمی ترک کرنے کی جسارت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم دَم دے دیں گے، اور کچھ اپنی خواتین اور دوسرے افراد کی رمی خود کر کے آجاتے ہیں، نیابت کس صورت میں جائز ہے وہ اُس سے بے خبر ہوتے ہیں، دوسروں کے واجب ترک کرواتے ہیں اور ترک واجب گُناہ ہے، اس طرح وہ گُناہ میں دوسروں کے معاون بنتے ہیں، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ (۷۴)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گُناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۳ ذو الحجة ۱٤۲۹ھ، ۱۱ دیسمبر ۲۰۰۸م F-491

۷۳۔ المُختار الفَتوی، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۲۱۱

۷٤۔ المائدة: ۵/۲

حائضہ کا بوقتِ رُخصت کعبہ کی زیارت کرنا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت دورانِ حیض مسجد حرام میں کہاں تک جاسکتی ہے جیسا کہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ حیض والی وقتِ رُخصت حسرت بھری نگاہوں سے خانہ کعبہ کو دیکھے نیز صفا ومروہ پر جاسکتی ہے یا نہیں؟

(السائل: محمد فیاض از لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حالتِ حیض میں عورت کو مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے اور کعبہ معظّمہ کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے اور اِس وقت مسجد حرام کے چند دروازے ایسے ہیں کہ جن سے کعبہ معظّمہ نظر آجاتا ہے جیسے بابُ العُمرہ اور باب عبدالعزیز وغیرہما۔

اسی لئے علماء کرام نے حیض والی عورت کے لئے لکھا ہے کہ وہ رُخصت کے وقت مسجدِ حرام کے کسی دروازے سے کعبہ معظّمہ کی زیارت کرے اور دعا مانگ کر رُخصت ہو چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

> حائض ونفساء در وقت وداع از کعبہ در حال ارادہ خروج برائے سفر داخل نہ شود در مسجد بلکہ بایستد بر دروازہ مسجد ہر دروازہ کہ باشد باب خرورہ، وھوالأفضل ودعا خواند باُمورِ خیریہ اِلخ (۷۵)

> یعنی، حیض اور نفاس والی عورت کعبہ معظّمہ سے وداع ہوتے وقت جب وہ سفر پر نکلنے کا ارادہ کرلے مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ وہ مسجد کے کسی بھی دروازے پر کھڑی ہو جائے، برابر ہے کہ باب خرورہ ہو اور وہ افضل ہے اور اُمورِ خیر کی دعا کرے۔

ایسی عورت صفا ومروہ دونوں پہاڑیوں اور مسعیٰ پر جاسکتی ہے کیونکہ مسعیٰ مسجد سے خارج

۷۵۔ حیاۃ القلوب فی زیارت المحبوب، باب یازدھم، فصل چھارم در بیان کیفیت وداع

ہے چنانچہ علامہ ابوالولید محمد بن عبداللہ احمد ازرقی متوفی ۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ ازدی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہم کتاب اللہ عزّ وجلّ میں پاتے ہیں کہ مسجد حرام کی حدّ خرورہ سے مسعیٰ تک ہے۔(۷۶)

اور علامہ محمد بن اسحاق خوارزمی حنفی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

جان لیجئے کہ بیت اللہ مسجد حرام کے وسط میں ہے اور مسجدِ حرام مکہ معظّمہ کے وسط میں ہے اور صفا مشرق کی جانب مسجدِ حرام سے خارج اور مروہ اسی طرح جانبِ شمالی میں ہے۔(۷۷)

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۱ ذو القعدہ ۱۴۲۹ھ، ۱۹ نوفمبر ۲۰۰۸ م 474-F

بلا احرام مکہ پہنچنے والے حاجی کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب ہم کراچی سے حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ ایک خاتون ماہواری سے تھیں ماہواری کی وجہ سے اس نے احرام نہیں باندھا بلا احرام مکہ آگئی اب اُس پر کیا لازم ہوگا؟

(السائل: محمد فرید بن حاجی مختار، لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یادر ہے کہ ماہواری احرام کو مانع نہیں ہے جو عورت ماہواری سے ہو اُسے چاہئے کہ وہ اُسی حال میں احرام باندھ لے پھر مکہ معظّمہ پہنچ کر جب پاک ہو جائے تو غسل کرے، حج تمتع یا قران کا احرام ہو تو عمرہ ادا کرلے اور اگر حجِ افراد کا حج کا احرام ہو تو طوافِ قُدوم کرے اور مکہ پہنچ کر پاک ہونے تک حالتِ احرام

۷۶۔ أخبار مكة، باب ذكر غور زمزم و ما جاء فی ذلك، ذكر حدّ مسجد الحرام، ۲/۶۳

۷۷۔ إثارة التّرغيب و التّشويق، القسم الأول، الفصل الخامس و الخمسون فی ذكر ما جاء فی بناء المسجد الحرام، ص ۳۰۲

میں رہے، جب پاک ہو جائے تب غسل کر کے عمرہ یا طوافِ قدوم کرے۔

اب اس عورت پر لازم ہے کہ کسی بھی میقات پر جائے اور عمرہ کا احرام باندھ کر آئے پاک ہو گئی ہو تو عمرہ ادا کرے ورنہ پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کر لے اور اُس پر میقات سے بغیر احرام گزرنے کی وجہ سے جو دَم لازم ہوا وہ ساقط ہو جائے گا اور بغیر احرام میقات سے گزرنے کا گُناہ باقی رہے گا جس کے لئے اُسے سچی توبہ کرنی ہوگی۔

کیونکہ میقات سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مکہ جانے کا ارادہ رکھنے والے بلا احرام نہیں گزر سکتا چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

المواقیت: المواضعُ الّتی لا یُجاوزُھا مُریدُ مکّۃَ إلّا مُحرِماً (۷۸)

یعنی، میقاتیں وہ جگہیں ہیں جہاں سے مکہ معظّمہ کا ارادہ رکھنے والا سوائے احرام کے نہیں گزر سکتا۔

اور اگر بلا احرام گزر گیا پھر احرام باندھنے کے لئے کسی میقات کو نہ گیا، پھر چاہے احرام باندھا یا نہ باندھا بہر حال اُس پر دَم لازم آجائے گا چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

آفاقیٌّ مسلمٌ بالغٌ یُریدُ الحجَّ و لو نفلاً و العمرۃَ و جَاوزَ وقتہ ثمّ أحرمَ لزِمَہ دمٌ کما إذا لم یُحرِم، ملخصاً (۷۹)

یعنی، آفاقی مسلمان بالغ حج اگرنفلی حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ میقات سے گزر جائے پھر احرام باندھے تو اُسے دَم لازم ہوگا جیسا کہ اُسے دم لازم ہوگا جو احرام نہ باندھے۔

احرام نہ باندھنے کی صورت میں لزوم دَم کے بارے میں علامہ رافعی لکھتے ہیں:

فإنّہ یکونُ مشغولَ الذّمۃِ بأحدِ النُّسُکین و دمَ المجاوزۃ (۸۰)

۷۸۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الحجّ، ص۱۵۷

۷۹۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۱۷۰

۸۰۔ تقریرات الرّافعی علی الدّرّ و الرّدّ، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳/ ۷۰۴

یعنی، بے شک اس کا ذمہ دو عبادتوں (حج وعمرہ) میں سے کسی ایک عبادت کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے اور (بلا احرام) میقات سے گزرنے کا دم۔

اور اگر وہ دوبارہ کسی بھی میقات پر چلا جاتا ہے تو دم ساقط ہو جاتا ہے چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

فإنْ عَادَ إلی میقاتٍ مّاثُمّ أحرَمَ سَقط دمُه و الأفضلُ عودُهُ ملخصاً (۸۱)

یعنی، پس اگر کسی بھی میقات کو لوٹا پھر (وہاں سے) سے احرام باندھا تو دَمِ ساقط ہو گیا اور افضل لوٹنا ہے۔

لہٰذا مذکورہ عورت پر کسی میقات پر جا کر احرام باندھ کر آئے اور پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرے اور کسی میقات نہیں جا سکتی تو حُدودِ حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آئے اور عمرہ ادا کرے اور ساتھ دم بھی دے اور دونوں صورتوں میں توبہ بھی کرے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲٤ ذو القعدہ ۱٤۲۹ھ، ۲۲ نوفمبر ۲۰۰۸ م 477-F

اُلٹا طواف کرنے والے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کعبے کا اُلٹا طواف کرے یعنی وہ حجر اسود سے رُکن یمانی کی طرف کو پھیرے دے اِس طرح طواف کو مکمل کرلے تو اُس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل:)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یادر ہے کہ طواف میں تیامن یعنی

۸۱۔ الدّر المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، ص ۱۷۱

دائیں طرف کو چلنا طواف کے واجبات سے ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں کہ

پنجم از واجبات تیامن است در طواف وہو الصحیح الاصح (۸۲)

یعنی، طواف کے واجبات میں سے پانچواں واجب طواف میں تیامن ہے اور یہی صحیح، اصح ہے۔

تیامن سے مراد یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونے کی صورت میں اُس کا چلنا اُس کے دائیں طرف کو ہو یعنی حجر اسود سے اُس سمت کو چلے جس طرف باب کعبہ اور مقام ابراہیم ہیں، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں کہ

ومراد بہ تیامن آن است کہ شروع کند طائف در طواف بوجہی کہ واقع گردد مشی او از جہت یمین نفس او اگر فرض کردہ شود او مستقبل قبلہ، و طریقش آنست کہ گرداند بیت را بسوئے یسار خود و میرود بسوئے دو کے خود (۸۳)

یعنی، دائیں طرف سے مراد یہ ہے کہ طواف کرنے والا طواف میں اِس طرح شروع ہو کہ فرض کرو اُس نے قبلہ کی طرف منہ کیا ہوا ہو تو اُس کا چلنا اُس کے دائیں طرف ہو، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے منہ کی سیدھ میں چلے۔

اور علامہ عبد العلی برجندی حنفی لکھتے ہیں:

و الحاصلُ أنّهُ ینبغی أن یَبتدِأَ بالحجر و یَمشی إلی الجانبِ الباب بحیث یکونُ البیتُ فی الطّوافِ علی یسارہ (۸۴)

۸۲۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم در بیان طواف و أنواع آن، فصل دویم دربیان شرائط صحۃ طواف، ص ۱۱۹

۸۳۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم در بیان طواف و انواع آن، فصل دویم دربیان شرائط صحۃ طواف، ص ۱۱۹

یعنی، حاصل کلام یہ ہے کہ اُسے چاہئے کہ وہ حجر اسود سے ابتداء کرے اور باب کعبہ کی جانب چلے اس طرح کہ طواف میں بیت اللہ شریف اُس کے بائیں ہاتھ پر ہو۔

اس لئے طواف میں حجرِ اسود سے رُکنِ یمانی کی طرف چلنے میں طواف کا منکوس یا معکوس ہونا پایا گیا جو کہ مکروہ تحریمی ہے جس میں اعادہ لازم آئے گا اعادہ نہ کرے تو دَم، چنانچہ امام ابوالفضل محمد بن محمد حاکم شہید لکھتے ہیں کہ

و فی طوافِه منكوساً أو محمولاً أو طواف أكثره كذلك بغيرِ عذرٍ، الإعادةُ و إنْ كان هُناك، و شاةٌ إنْ كان رَجَعَ (٨٥)

یعنی، اس کے منکوس، یا محمول طواف میں یا اس کے بلا عذر اس طرح اکثر طواف کرنے میں اعادہ ہے اگر وہاں (یعنی مکہ میں) ہو اور بکری ہے اگر لوٹ آئے۔

اور علامہ یوسف بن جنید اخی چلپی حنفی لکھتے ہیں:

إنَّما قيَّدَ الطَّوافَ باليمينِ، لأنَّه لو أخذَ عن يسارِهِ و هو الطَّوافُ المعكوسُ، فطافَ كذلك سبعةَ أشواطٍ يعتدُّ بطوافِه عندنا، و يُعيدُ ما دام بمكّة و إن رجَعَ إلى أهلِهِ قبلَ الإعادةِ فعليه دَمٌ (٨٦)

یعنی، طواف کو دائیں (طرف سے شروع کرنے) کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ اگر بائیں سے شروع کرے گا تو یہ طواف معکوس ہو گا پس اس طرح (یعنی معکوس) سات چکر طواف کر لیا تو ہمارے نزدیک شمار ہو گا اور جب تک مکہ مکرمہ میں ہے اس کا اعادہ کرے گا اور اگر اعادہ سے قبل

٨٥ـ المبسوط (فی ضمنِ كتاب الأصل للإمام محمد)، كتاب المناسك، باب الطواف، ٣٣٤/٢، ٣٣٥

اپنے گھر کو لوٹ گیا تو اس پر دَم ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

اگر طواف کرد بر غیر این وجہ چنانکہ طواف معکوس اعنی گردانید بیت را بسوئے یمین خود می رفت بسوئے ادئے خود .... در جمیع این صُوَر مرتکب شد فعل حرام راو واجب باشد بروے اعادہ آن طواف و بر تقدیر عدم اعادہ لازم آید دم بروے (۸۷)

یعنی، اگر اِس وجہ کے غیر پر طواف کیا جیسا کہ طواف معکوس میری مراد ہے کہ اُس نے (طواف میں) بیت اللہ کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے منہ کی سیدھ میں چلا .... اِن تمام صورتوں میں وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا اور اُس پر اس طواف کا اعادہ لازم ہوگا اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں اس پر دَم لازم آئے گا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ذوالحجۃ ۱۴۲۹ھ، دیسمبر ۲۰۰۸ م . F-671

طواف میں طہارت حکمیہ کی حیثیت

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طوافِ زیارت، طواف وداع اور نفلی طواف میں طہارت حکمیہ کی کیا حیثیت ہے اگر ان میں طہارت ترک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(السائل: ابو طالب قادری، جمشید روڈ، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے کہ حج میں طوافِ زیارت

۸۷۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم در بیان طواف و انواع آن، فصل دویم دربیان شرائط صحۃ طواف، ص ۱۱۹

فرض ہے، چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

هذا الطّواف هُو المفرُوضُ فی الحجّ و هو ركنٌ فيه، إذ هو المأمُورُ به فی قوله تعالیٰ: ﴿وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (۸۸) و يُسمّٰى طواف الإفاضةِ و طواف يومِ النّحرِ (۸۹)

یعنی، یہ طواف حج میں فرض ہے اور یہ اُس میں رُکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اور اُس آزاد گھر کا طواف کریں'' میں مأمور بہ ہے اور اس کا نام طوافِ افاضہ اور طوافِ یوم نحر رکھا گیا ہے۔

اور حج میں طواف وداع آفاقی حاجی پر واجب ہے چنانچہ علامہ ابو الحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

و هُو واجبٌ عندنا خلافاً للشّافعی لقوله عليه السّلام: مَنْ حَجَّ البَيْتَ فَلْيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ الطَّوَافُ إِلَّا عَلَى أهلِ مكّة۔ ملخصاً (۹۰)

یعنی، اور وہ (طوافِ صدر) ہمارے نزدیک سوائے اہلِ مکہ کے (سب پر) واجب ہے برخلاف امام شافعی کے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''جو بیت اللہ کا حج کرے اس کا بیت اللہ کے ساتھ آخری عہد طواف ہونا چاہیے سوائے اہل مکہ کے'' (۹۱)۔

اور حافظ الدین ابو البرکات علامہ عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

۸۸۔ الحج:۲۲/۲۹

۸۹۔ الهداية، كتاب الحجّ، باب الإحرام، ۱۔۲/۱۸۰

۹۰۔ الهداية، كتاب الحجّ، باب الإحرام، ۱۔۲/۱۸۲، ۱۸۳

۹۱۔ صحيح البخارى، كتاب الحجّ، باب (۱۴۴) طواف الوداع، برقم:۱۷۵۵، ۱/۴۳۱، بلفظ آخر

أيضاً صحيح مسلم، كتاب الحجّ، باب (۶۷) وجوب طوافِ الوداع و سقوطه عن الحائض، برقم:۳۱۹۸-۳۷۹/(۱۳۲۷)، ص ۶۱۳، بلفظ آخر

و هو واجبٌ إلّا علی أهلِ مكةَ (٩٢)

یعنی، اور وہ واجب ہے سوائے اہلِ مکہ کے۔

اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

فإنّه مِن الواجباتِ بلا خلفٍ (٩٣)

یعنی، پس طوافِ وداع بلا خلاف واجباتِ حج میں سے ہے۔

اور طواف میں طہارت (یعنی پاکیزگی) واجب ہے، چنانچہ علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

و لنا: قوله تعالیٰ: ﴿وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (٩٤) مِن غيرِ قيدِ الطّهارةِ فلم تكن فرضاً، ثمَّ قيل: هی سنّةٌ، و الأصحُّ: أنّها واجبةٌ (٩٥)

یعنی، ہماری دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اور اس آزاد گھر کا طواف کریں'' طہارت کی قید کے بغیر ہے پس (طواف میں) طہارت فرض نہ ہوگی، پھر کہا گیا کہ طہارت سنّت ہے اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ طہارت واجب ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

الأوّلُ الطّهارةُ عن الحَدثِ الأكبرِ و الأصغرِ (٩٦)

یعنی، طواف کا پہلا واجب حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا ہے۔

٩٢۔ کنز الدّقائق، کتاب الحجّ، باب الإحرام، ص ٢٨

٩٣۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل لو طاف للزّيارة الخ، ص ٣٨٦

٩٤۔ الحجّ: ٢٢/٢٩

٩٥۔ الهداية، کتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل: و من طاف طواف القدوم إلخ، ١۔٢/١٩٩

مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

و هُو الصّحیح من المذهبِ (۹۷)

یعنی، (طہارت کا واجب ہونا) صحیح مذہب ہے۔

حدثِ اکبر سے پاک ہونا یہ ہے کہ اُس پر غُسل فرض نہ ہو اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا یہ ہے کہ وہ بے وضو نہ ہو۔

جب طواف میں نجاست حکمیہ سے طہارت واجب ہے تو طہارت کے بغیر کیا ہوا طواف صحیح ہو جائے گا اور اِس طرح طواف کرنے والے پر اُس کا اعادہ یا شرعی جرمانہ لازم آئے گا اور وہ گنہگار بھی ہوگا، چنانچہ ملّا علی قاری لکھتے ہیں:

ثمّ إذا ثبتَ أنّ الطّهارةَ عن النّجاسةِ الحکمیّةِ واجبةٌ، فلو طافَ معها یصحُّ عندنا و عند أحمدَ، و لم یحلّ له ذلك و یکونُ عاصیاً و یجبُ علیه الإعادةُ و الجزاءُ إن لم یُعِد، و هذا الحکمُ فی کُلِّ واجبٍ ترَکه (۹۸)

یعنی، پھر جب ثابت ہو گیا کہ (طواف میں) نجاست حکمیہ سے پاکی واجب ہے تو اگر نجاست حکمیہ کے ساتھ طواف کر لیا تو ہمارے امام (امام ابو حنیفہ) اور امام احمد کے نزدیک (طواف) صحیح ہو جائے گا اور اُس کے لئے وہ (نجاست حکمیہ کے ساتھ طواف) حلال نہیں ہے اور وہ گنہگار ہوگا وار اس پر (اس طواف کا) اعادہ واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کرے تو جزاء (واجب ہوگی) اور یہ حکم ہر واجب میں ہے (جسے) وہ ترک کرے۔

لہٰذا حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر میں فرق کی وجہ سے اگر بے وضو طوافِ زیارت کیا تو

۹۷۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط، باب دخول مكة، فصل فی واجبات الطّواف، ص ۱۶۷

۹۸۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسّط، باب دخول مكة، فصل فی واجباتِ

''دَم'' لازم ہوگا اور غسل فرض ہونے کی صورت میں طوافِ زیارت کیا تو ''بدنہ'' لازم ہوگا چنانچہ علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

و لَو طافَ طوافَ الزِّيارةِ مُحدِثًا فعليه شاةٌ لأنّه أدخلَ النّقصَ فی الرُّكنِ فیُجبَرُ بالدَّم، و إن كان جُنباً فعليه بَدَنَةٌ، كذا رُوِی عن ابن عباسٍ رضی الله تعالیٰ عنهما: و لأنَّ الجنابةَ أغلظُ من الحَدَثِ فیجب جَبرُ نقصانِها بالبَدَنَةِ إظهاراً للتّفاوُتِ (۹۹)

یعنی، اگر بے وضو طوافِ زیارت کیا تو اُس پر (بطورِ دَم) ''بکری'' لازم ہے کیونکہ اُس نے (حج کے) رُکن میں نقص کو داخل کر دیا پس (اِس نقص کو) دَم کے ساتھ پورا کیا جائے گا اور جُنبی ہے (یعنی اس پر غسل فرض ہے) تو اُس پر ''بَدنہ'' (گائے یا اونٹ) لازم ہے، اِسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اور اس لئے کہ جنابت حَدَث (بے وضو ہونے) سے زیادہ غلیظ ہے، پس (دونوں حکمی نجاستوں میں) فرق کے اظہار کے لئے اِس کا نقصان بَدنہ کے ساتھ پورا کرنا واجب ہے۔

طوافِ وداع کا حکم یہ ہے کہ اگر بے وضو کیا تو صدقہ لازم ہوگا اور اگر حالتِ جنابت میں کیا تو دَم چنانچہ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

و مَن طافَ طوافَ الصَّدرِ مُحدِثاً فعليه صدقةٌ لأنه دون طوافِ الزّيارةِ و إنْ كان واجباً فلا بُدّ مِن إظهارِ التّفاوُتِ، و لو طافَ جُنباً فعليه شاةٌ لأنّه نقصٌ كثيرٌ ثُمّ هو دون طوافِ الزّيارة فيكتفی بالشّاةِ (۱۰۰)

۹۹- الهداية، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل من طاف طواف القدوم الخ، ۱-۲/۱۹۹

۱۰۰- الهداية، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل من طاف طواف القدوم الخ، ۱-۲/۱۹۹

یعنی، جس نے بے وضو طواف وداع کیا اُس پر ''صدقہ'' لازم ہے کیونکہ یہ (طواف مرتبے میں) طوافِ زیارت سے کم ہے اگرچہ واجب ہے تو (واجب اور فرض میں) تفاوت ظاہر کرنا ضروری ہے اور اگر حالتِ جنابت میں کیا تو اس پر (بطورِ دَم) ''بکری'' لازم ہے کیونکہ (یہاں) نقص کثیر ہے پھر یہ (طواف) طوافِ زیارت سے (مرتبہ میں) کم ہے تو بکری کافی ہے۔

اور اگر طوافِ زیارت کا اپنے وقت میں اعادہ کر لے تو ''بدنہ'' یا ''دَم'' جو بھی لازم ہوا وہ ساقط ہو جائے گا اور اعادہ افضل ہے، چنانچہ علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

و الأفضلُ أن يُعِيدَ الطّوافَ ما دامَ بمكّة و لا ذبحَ عليه، و الأصحُّ أنه يُؤمرُ بالإعادة فی الحَدَثِ استحباباً، و فی الجنابةِ ايجاباً لفحشِ النُّقصانِ بسببِ الجنابةِ و قُصورِهِ بسببِ الحَدَثِ (١٠١)

یعنی، اور افضل یہ ہے کہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے اور اس پر (جانور) ذبح کرنا لازم نہیں ہے، صحیح ترین قول یہ ہے کہ حدیث میں اُسے استحباباً اعادہ کا حکم دیا جائے گا اور جنابت میں وجوباً کیونکہ جنابت کے سبب (طواف میں) نقصان فاحش ہے اور حدث کے سبب (طواف میں) نقصان کم ہے۔

پھر اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ طوافِ زیارت ایام نحر میں (یعنی دس ذوالحجہ سے بارہ کے غروب آفتاب سے قبل) ادا کرنا واجب ہے، چنانچہ علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد غزّی تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ طواف کے واجبات کے بیان میں لکھتے ہیں:

١٠١ـ الهداية، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل و من طاف طواف القدوم الخ، ١ـ٢/١٩٩

و فعلَ طوافِ الإفاضةِ فی أیّام النَّحر (۱۰۲)

یعنی، طوافِ افاضہ ایامِ نحر میں کرنا (واجب ہے)۔

لہٰذا اگر کوئی اِس کا اعادہ ایام نحر میں کرلے تو اُس پر جو جزاء لازم آئی وہ ساقط ہو جائے گی اور اگر ان ایام کے بعد اعادہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے دَم لازم آئے گا۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۸ ذوالقعدة ۱۴۳۱ھ، ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۰م 672-F

بے وضو یا حالتِ جنابت کے لئے نفلی طواف کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نفلی طواف اگر حالتِ جنابت یا بے وضو کر لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے، کیا اس کا حکم واجب طواف کی مثل ہے یا الگ ہے، تفصیل سے جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: اِن اُمور میں نفلی طواف کا حکم وہی ہے جو واجب طواف کا ہے کہ حالتِ جنابت میں کیا تو دَم اور بے وضو کیا تو صدقہ لازم ہوگا کیونکہ نفلی طواف شروع کرنے سے قبل نفل ہوتا ہے جب شروع کر دیا تو اب واجب ہو گیا اسی لئے اس کا حکم بھی وہی ہے جو واجب طواف کا ہے چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں کہ:

أنَّ الحکمَ کذالك فی کُلِّ طوافٍ ھُو تطوُّعٌ، فیجبُ الدَّمُ لو طافَہُ جُنباً، و الصَّدقةُ لو مُحدِثًا کما فی "الشرنبلالیّة" عن "الزّیلعيّ" (۱۰۳)

۱۰۲۔ تنویر الأبصار، کتاب الحجّ، ص ۱۵۷

۱۰۳۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، باب الجنایات، تحت قوله: لوُجوبه بالشُّروع إلخ،

یعنی، بے شک اسی طرح حکم ہر طواف میں ہے جو نفلی ہو، پس اگر حالتِ جنابت میں طواف کیا تو دَم واجب ہے اور بے وضو کیا تو صدقہ جیسا کہ "شرنبلالیہ" (۱۰۴) میں "زیلعی" (۱۰۵) کے حوالے سے ہے۔

اور نفلی طواف پر واجب طواف والے احکامات اس لئے لازم ہوئے کہ یہ طواف شروع کرنے سے قبل نفل تھا جب شروع کر دیا تو واجب ہو گیا جیسا کہ طوافِ قُدوم سنّت ہے لیکن شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے اور اس کے احکام وہی ہوتے ہیں جو واجب طواف کے لئے ہوتے ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ "تنویر الابصار" کی عبارت "طوافِ قُدوم حالتِ جنابت میں کیا تو دَم لازم ہے" کے تحت لکھتے ہیں:

لُوجوبِہ بالشّروعِ (۱۰۶)

یعنی، اس کے شروع کرنے سے واجب ہو جانے کی وجہ سے۔

اور مطلق طواف میں طہارت واجباتِ طواف سے ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ واجباتِ طواف کے بیان میں لکھتے ہیں:

یکے طہارت بدن از نجاست حکمیہ برابر است طواف فرض باشد یا غیر آن ملخصاً (۱۰۷)

یعنی، طواف کا پہلا واجب بدن کا نجاست حکمی سے پاک ہونا ہے برابر ہے کہ طواف فرض ہو یا اُس کا غیر (یعنی واجب یا سنّت یا نفل ہو)

اور ترکِ واجب سے مُرتکب گنہگار قرار پاتا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

---

۱۰۴ ـ غنية ذوی الأحكام فی بغية دُرَرِ الحُكّام، كتاب الحجّ، باب الجنايات، ۱/۲٤۲

۱۰۵ ـ تبيين الحقائق، كتاب الحجّ، باب الجنايات، ۲/۳٦۹

۱۰٦ ـ الدُّرُّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: أو طاف للقدوم، ص۱٦۷

۱۰۷ ـ حياة القلوب فی زيارة المحبوب، باب دوم، فصل دوم، أما واجبات طواف، ص ۱۱۸

یَصیرُ عاصیاً أی: لِترکِ الواجبِ (۱۰۸)

یعنی، مرتکب گنہگار ہوجاتا ہے یعنی ترک واجب کی وجہ سے۔

ایسی صورت میں پہلے اعادہ کا حکم دیا جاتا ہے، اعادہ کرلے تو اگر دم لازم تھا تو وہ ساقط ہوجاتا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

فإنْ أعادَه سَقطَ عنه الدَّمُ (۱۰۹)

یعنی، پس اگر اعادہ کرلے تو دم ساقط ہوگیا۔

اور اگر صدقہ لازم تھا تو اعادہ سے وہ بھی ساقط ہوجاتا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں:

و إن أعادَه سقطتْ أی: الصَّدقةُ (۱۱۰)

یعنی، اگر اس کا اعادہ کرلے تو صدقہ ساقط ہوگیا۔

اور اعادہ کفّارے کو تو ساقط کردیتا ہے لیکن گناہ باقی رہتا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے ''لباب'' کی عبارت کہ ''اگر اعادہ کرلیا تو صدقہ ساقط ہوگیا'' کے تحت لکھا کہ

و بَقِیَتِ المعصِیَةُ (۱۱۱)

یعنی، اور گناہ باقی رہتا ہے۔

اور دوسرے مقام پر کفّارہ ادا کرنے کے بعد بھی گناہ کے باقی رہنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۰۸۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل فی حکم الجنایات فی طوافِ الزّیارة، ص ۳۸۱

۱۰۹۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزّیارة، ص ۲۸۳

۱۱۰۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات، فصل فی حکم الجنایات فی طوافِ الزّیارة، ص ۲۸۳

۱۱۱۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل فی حکم الجنایات

و أمّا المعصِيَةُ فموقوفةٌ على التوبة أو معلّقةٌ بالمشيئةِ و لو كُفِّرت بالبَدَنَةِ (١١٢)

یعنی، مگر گناہ تو وہ توبہ پر موقوف ہے یا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر معلّق ہے اگرچہ بدنہ کے ساتھ کفارہ دے دے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

لکنّ العامدَ آثم (١١٣)

یعنی، لیکن قصداً ترک کرنے والا گنہگار ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی نے لکھا کہ اگر قصداً ترکِ واجب پایا گیا تو گناہ لازم آئے گا چنانچہ لکھتے ہیں کہ

حکم واجبات آنست کہ اگر ترک کرد یکے از آنہا صحیح باشد حج او و لازم آید بروئے دم یا صدقہ برابرست ترک کردہ باشد آن را عمداً یا سہواً یا نسیاناً یا خطاءً یا جہلاً لیکن چون ترک کرد بطریق تعمد آثم باشد اگرچہ دم دہد و مرتفع نگردد آن اثم بغیر توبہ (١١٤)

یعنی، واجبات کا حکم یہ ہے کہ اُن میں سے اگر کوئی ایک چھوڑ دیا تو حج صحیح ہو جائے گا اور (چند واجبات کے علاوہ باقی تمام کے ترک کرنے کی صورت) اُس پر دَم یا صدقہ لازم آئے گا برابر ہے کہ اُس نے عمداً یا سہواً یا نسیاناً یا خطاءً یا جہلاً اُسے ترک کیا ہو لیکن عمداً چھوڑا ہے تو گنہگار ہے اگرچہ دَم دے دے اور اس کا گناہ بغیر توبہ کے نہ اُٹھے گا۔

١١٢۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فی حكم الجنايات فی طواف الزيارة، ص ٣٨٢

١١٣۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب فرائض الحج، فصل فی واجباته، ص ٨٠

١١٤۔ حيات القلوب فی زيارة المحبوب، مقدمة الرسالة، فصل سيوم، در بيان فرائض و واجبات الخ، ص ٤٤

لہٰذا واجب کسی طرح بھی ترک ہو چاہئے کہ توبہ کر لے کہ اسی میں احتیاط ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۳ ذوالحجۃ ۱۴۲۹ھ، ۱ دیسمبر ۲۰۰۸ م 668-F

بے وضو یا حالت جنابت میں طوافِ زیارت یا وداع کرنا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اگر بے وضو طوافِ زیارت کر لے پھر طوافِ وداع باوضو کرے یا طوافِ زیارت بے وضو کرے اور طوافِ وداع غسل کی حالت میں کرے تو دونوں صورتوں میں اُس پر کیا لازم ہو گا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: جس نے طوافِ زیارت بے وضو کیا اور طوافِ وداع باوضو کیا اس نے طوافِ وداع اگر بارہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے قبل ادا کیا تو اُس کا دوسرا طواف طوافِ زیارت ہو گا پھر اُس کے بعد اگر کوئی اور طواف کر لیتا ہے تو وہ طوافِ وداع ہو جائے گا اور اگر نہیں کرتا اور مکہ مکرمہ چلا جاتا ہے تو اُسے ایک دَم لازم آئے گا کیونکہ جسے وہ طوافِ وداع سمجھ رہا ہے وہ تو طوافِ زیارت ہو گیا اور وہ بغیر طوافِ وداع کئے چلا گیا اور طوافِ وداع آفاقی کے لئے واجب ہے جیسا کہ حافظ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

فطُف للصّدر سبعة أشواطٍ و هو واجبٌ إلاّ علٰى أهلِ مكّةَ (۱۱۵)

یعنی، پس سات چکر طواف کر اور وہ واجب ہے سوائے اہلِ مکہ کے۔

اور ملا علی قاری لکھتے ہیں:

فإنه من الواجباتِ بلا خلفٍ (۱۱۶)

۱۱۵۔ کنز الدّقائق، کتاب الحجّ، باب الإحرام، ص۲۸

۱۱۶۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل و لو طاف للزّیارة

یعنی، پس طوافِ وداع بلا خلاف واجبات (حج) سے ہے۔

لہٰذا جب وہ طوافِ وداع کئے بغیر چلا گیا تو ترکِ واجب لازم آیا اور ترکِ واجب پر دَم لازم آتا ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ (۱۱۷) اور اُن کے حوالے سے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ (۱۱۸) نقل کرتے ہیں کہ:

و إنْ طَافَ لـلزّيارة مُحدِثًا و للصّدرِ طاهراً، فإنْ حصَلَ الصَّدرُ فـی أيّـام الـنَّـحر انتقلَ إلى الزِّيارة، ثمَّ إنْ طَافَ للصّدر ثانياً فلا شئَ عليه، و إلّا فعليه دَمٌ لتركِه

یعنی، اگر طوافِ زیارت بے وضو کیا اور طوافِ وداع پاکی کی حالت میں، پس اگر طوافِ وداع ایام نحر میں کیا تو یہ طواف طوافِ زیارت کی طرف منتقل ہو جائے گا، پھر اگر طوافِ وداع دوبارہ کر لیا تو اُس پر کچھ نہیں ورنہ اُس پر طواف وداع چھوڑنے کی وجہ سے دَم ہے (کہ وہ طوافِ وداع کئے بغیر چلا گیا)

اُس نے اگر کوئی نفل طواف کر لیا تو وہ نفل طواف طوافِ وداع ہو جائے گا اور اُس پر کوئی دَم لازم نہ ہوگا چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

كذا لو طاف طواف النّفلِ (۱۱۹)

یعنی، اس طرح اگر کوئی نفلی طواف کر لیا (تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا)۔

اور اگر اس نے طوافِ وداع ایام نحر یعنی بارہ کے غروب آفتاب کے بعد کیا تو یہ طواف

۱۱۷۔ لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنايات، فصل: و لو طاف للزّيارة جنباً، ص۳۸۶

۱۱۸۔ ردّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: إن لم يُعِده، ۳/۶۶۲

۱۱۹۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل لو طاف للزيارة جنباً، ص۳۸۶

طوافِ زیارت کی طرف منتقل نہ ہوگا اَب اُس پر بے وضو طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے دَم لازم رہے گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں (۱۲۰) اور اُن سے علامہ شامی (۱۲۱) نقل کرتے ہیں کہ:

و إن حصَلَ بعد أيّامِ النّحرِ لا ينتقِلُ، و عليه دَمٌ لطوافِ الزِّيارة مُحدِثاً

یعنی، اور اگر طوافِ وداع ایام نحر گزرنے کے بعد کیا تو طوافِ وداع طوافِ زیارت کی طرف منتقل نہیں ہوگا تو اُس پر بے وضو طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے دَم لازم ہوگا۔

اور سوال کی دوسری صورت میں جب اُس نے طوافِ زیارت بے وضو کیا اور طوافِ وداع حالتِ جنابت میں، تو اُس پر دو دَم لازم آئیں گے ایک بے وضو طوافِ زیارت کرنے پر، دوسرا طوافِ وداع حالتِ جنابت میں کرنے پر، چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی (۱۲۲) لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ شامی (۱۲۳) نقل کرتے ہیں کہ:

و لو طافَ للزيارةِ مُحدِثًا و للصَّدرِ جُنبًا فعليه دَمَانِ

یعنی، اور اگر بے وضو طوافِ زیارت کیا اور طوافِ وداع حالتِ جنابت میں کیا تو اس پر دو دَم لازم ہیں۔

اِس دوسری صورت میں حالتِ جنابت میں طوافِ وداع کرنے کے بعد اگر اس کا اعادہ کرلے تو دوسرا دَم جو طوافِ وداع حالتِ جنابت میں کرنے پر لازم آیا وہ ساقط ہو جائے

۱۲۰۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنايات، فصل: و لو طاف للزّيارة جنباً، ص۳۸۶

۱۲۱۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: إن لم يُعده، ۳/۶۶۲

۱۲۲۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنايات، فصل: و لو طاف للزّيارة جنباً، ص۳۸۶

۱۲۳۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: إن لم يُعده، ۳/۶۶۲

گا اگر چہ اُس نے اس کے بعد نفل کی نیت سے ہی طواف کیا تو اُس طواف کا اعادہ ہو جائے گا
جو اُس نے حالتِ جنابت میں کیا تھا اور یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ مکہ مکرمہ میں ہے
اگر اعادہ کئے بغیر چلا گیا اور میقات سے نکل گیا تو اب دوسرا دم متعین ہو گیا کہ اب طوافِ
وداع کے اعادہ کا وقت جاتا رہا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۸ ذو الحجة ۱۴۲۹ھ، ۱۶ دیسمبر ۲۰۰۸م F-496

طہر متخلّل میں کیئے گئے نفلی طوافوں کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو ماہواری آئی اور چند دن کے بعد بند ہو گئی اور اُس نے غسل کے بعد نماز شروع کر دی اور طواف بھی کیئے ایک آدھ دن گزرنے کے بعد دس دن کے اندر اُسے دوبارہ ماہواری شروع ہو گئی تو اِس صورت میں کیا حکم ہے؟

(السائل: شکیل علی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: ماہواری کی کم از کم مدت تین دن تین راتیں ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

أقلُّه ثلاثة أيّامٍ بلياليها الثلاثِ و أكثرُ عشرة بعشر ليالٍ كذا رواه "الدّار قطنی" (۱۲۴) وغیره ملخصاً (۱۲۵)

یعنی، اُس کے کم از کم تین دن ساتھ تین راتوں کے اور اس کے زیادہ سے زیادہ دس دن ساتھ دس راتوں کے ہیں، اسی طرح "دار قطنی" وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۱۲۴۔ سُنَن الدّار قطنی، کتاب الحیض، برقم: ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۱۔۲/۲۱۷

اور عورت عادت کے ایام میں جو بھی دیکھے گی وہ ماہواری میں شمار ہوگی سوائے خالص سفیدی کے اگر چہ اس مدّت میں کبھی خون آئے اور کبھی نہ آئے پوری مدّت ماہواری ہی شمار کی جائے گی کیونکہ اول اور آخر کو دیکھا جائے گا، مدّت معتاد کے اندر ابتداء میں بھی ماہواری اور آخر میں ماہواری بیچ میں چاہے ماہواری نہ ہو کُل مدّت ماہواری کہلائے گی اور مدّت کے اندر کہ جس کے دونوں جانب ماہواری ہو بیچ کے خالی ایام کو طہر متخلّل کہتے ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

و مَا تراهُ فی مدّتِه المعتادةِ سِوی بیاضٍ خالصٍ و لو المرئی طُهراً متخلِلاً بین الدّمین فیها حیضٌ لأنَّ العِبرةَ لِأوَّلِه و آخِره و علیه المُتونُ (١٢٦)

یعنی، اور عورت عادت کے دنوں میں سوائے خالص سفیدی کے جو دیکھے گی (وہ ماہواری میں شمار ہوگا) اگر چہ اِس مدت میں دو خونوں کے درمیان طہر متخلّل ہو حیض ہے، اِس لئے کہ اعتبار اول اور آخر کا ہوتا ہے اور اِسی پر متون (فقہ متفق) ہیں۔

لہٰذا مدّت معتاد میں اول اور آخر کا اعتبار کرتے ہوئے کُل مدّت کہ جس میں ماہواری جاری تھی اور بیچ کا وہ زمانہ کہ جس میں ماہواری رُکی رہی سب ماہواری قرار پائی بشرطیکہ ماہواری دوبارہ آ کر دس دن کے اندر ختم ہوگئی ہو تو اِس صورت میں اُس عورت کا طواف حالتِ ماہواری میں واقع ہوگا، لہٰذا جب تک مکہ مکرمہ میں ہے اُن سب کا اعادہ کرلے۔ اور اعادہ نہیں کرتی اور مکہ سے اپنے وطن کو چلی گئی تو دَم لازم ہوگا کیونکہ ماہواری جنابت کی مثل ہے (١٢٧) یعنی جو حکم حالتِ جنابت میں طواف کرنے کا ہے وہی حکم حالتِ ماہواری میں طواف کا ہے اور پھر نفلی طواف کا ان معاملات میں وہی حکم ہے جو واجب طواف کا

١٢٦۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الطّهارة، باب الحیض، ص ٤٤

١٢٧۔ جیسا کہ علامہ ابو منصور کرمانی حنفی نے "المسالك المناسك" (فصل فی کفّارة الجنابة فی

ہے کیونکہ نفل شروع کرنے سے قبل نفل ہوتا ہے جب شروع کر دیا تو واجب ہو گیا جیسا کہ "درمختار" (۱۲۸) میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ہر طواف میں نجاست حکمیہ سے پاکیزگی واجب ہے اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ طواف کے واجبات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یکے طہارت بدن از نجاست حکمیہ، برابر است طواف فرض باشد یا غیر آن (۱۲۹)

یعنی، طواف کا پہلا واجب بدن کا نجاست حکمیہ سے پاک ہونا ہے، برابر ہے کہ طواف فرض ہو یا غیر فرض (جیسے واجب، سنت اور نفل)۔

اس لئے حالتِ جنابت یا ماہواری میں طواف کرنے سے اعادہ لازم آتا ہے اعادہ نہ کرے تو دَم چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أنَّ الحكمَ كذلك فی كلِّ طوافٍ هو تطوُّعٌ، فيجبُ الدَّمُ لو طافَه جنباً، و الصَّدَقَةُ لو مُحدِثاً كما فی "الشّرنبلاليّة" عن "الزيلعی" (۱۳۰)

یعنی، اِسی طرح حکم ہر طواف میں ہے جو نفلی ہو، پس اگر حالتِ جنابت (یا حالت ماہواری) میں طواف کیا تو دَم واجب ہے اور بے وضو کیا تو صدقہ جیسا کہ "شرنبلالیہ" (۱۳۱) میں "زیلعی" (۱۳۲) کے حوالے سے ہے۔

اور ماہواری کی حالت میں حالتِ جنابت میں اور بے وضو طواف کرنا گناہ ہے اور نفلی

۱۲۸۔ الدُّرُّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: أو طاف للقدوم، ص ۱٦۷

۱۲۹۔ حياة القلوب فی زيارة المحبوب، باب دويم، فصل دويم، ص ۱۱۸

۱۳۰۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، باب الجنايات، تحت قوله: لُوجوبه بالشروع إلخ، ۳/٦٦۱

۱۳۱۔ غنية ذوی الأحكام فی بغية دُرَرِ الحكّام، كتاب الحج، باب الجنايات، ۱/۲٤۲

۱۳۲۔ تبيين الحقائق، كتاب الحج، باب الجنايات، ۲/۳٦۹

کام کا حکم یہ ہے کہ کرے تو ثواب، نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ ایسے حالات میں احتیاط سے کام لیں۔

اور اگر ماہواری کے ایام میں دوسری بار شروع ہونے والا خون دس دن سے زائد ہو جائے تو پھر پہلی بار ماہواری آئی ہے تو دس دن تک ماہواری اور زائد استحاضہ کہلاتا ہے، چنانچہ امام شمس الدین احمد بن سلیمان ابن کمال باشا حنفی متوفی ۹۴۰ھ لکھتے ہیں:

المبتدَأةُ بلَغتْ مُستحاضةً، فحَيضُها مِن كُلِّ شهرٍ عَشرةُ أيامٍ و ما زادَ عليها استحاضةٌ (۱۳۳)

یعنی، مبتدہ حالتِ استحاضہ میں بالغ ہوئی تو اُس کی ماہواری ہر ماہ کے دس دن ہیں اور جو اُن پر زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔

اور اگر پہلی بار نہیں آئی تو عادت کے دنوں سے زائد جتنے دن خون آیا وہ استحاضہ قرار پائے گا، چنانچہ علامہ ابن کمال پاشا حنفی لکھتے ہیں:

إذا كانت لها عادةٌ فی الحيضِ، فرضُناها سبعةً فرأتِ الدّمَ اثْنی عَشَرَ يوماً، فخمسةُ أيامٍ بعد السّبعةِ استحاضةٌ (۱۳٤)

یعنی، جب اُس کی حیض میں عادت ہے اور ہم فرض کریں کہ عادت سات دن ہے پھر اُس نے بارہ دن حیض دیکھا تو سات کے بعد جو پانچ دن ہیں وہ استحاضہ ہے۔

اور استحاضہ کا حکم دائمی نکسیر وغیرہ کی مثل ہے کہ جس میں نماز، روزہ، طواف وغیرہا کچھ بھی ممنوع نہیں ہے، چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

و لا تُمنعُ عن الطّوافِ إذَا أمِنتْ مِن اللّوثِ "قهستانی" عن "الخزانة" (۱۳۵)

۱۳۳۔ الإیضاح فی شرح الإصلاح، کتاب الطّهارات، باب الحیض، ۱/۷٤

۱۳٤۔ الإیضاح فی شرح الإصلاح، کتاب الطّهارات، باب الحیض، ۱/۷٤، ۷۵

۱۳۵۔ حاشیة الطّحطاوی علی الدُّرّ المختار، کتاب الطّهارة، باب الحیضِ، تحت قوله: لا

ہے کیونکہ نفل شروع کرنے سے قبل نفل ہوتا ہے جب شروع کر دیا تو واجب ہو گیا جیسا کہ ''درمختار'' (۱۲۸) میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ہر طواف میں نجاست حکمیہ سے پاکیزگی واجب ہے اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ طواف کے واجبات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یکے طہارت بدن از نجاست حکمیہ، برابر است طواف فرض باشد یا غیر آن (۱۲۹)

یعنی، طواف کا پہلا واجب بدن کا نجاست حکمیہ سے پاک ہونا ہے، برابر ہے کہ طواف فرض ہو یا غیر فرض (جیسے واجب، سنت اور نفل)۔

اس لئے حالتِ جنابت یا ماہواری میں طواف کرنے سے اعادہ لازم آتا ہے اعادہ نہ کرے تو دَم چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أنّ الحکمَ کذلك فی کلِ طوافٍ هو تطوّعٌ، فیجبُ الدَّمُ لو طافَه جنباً، و الصَّدَقَةُ لو مُحدِثاً کما فی "الشّرنبلالیّة" عن "الزّیلعی" (۱۳۰)

یعنی، اِسی طرح حکم ہر طواف میں ہے جو نفلی ہو، پس اگر حالتِ جنابت (یا حالت ماہواری) میں طواف کیا تو دَم واجب ہے اور بے وضو کیا تو صدقہ جیسا کہ "شرنبلالیہ" (۱۳۱) میں "زیلعی" (۱۳۲) کے حوالے سے ہے۔

اور ماہواری کی حالت میں حالتِ جنابت میں اور بے وضو طواف کرنا گناہ ہے اور نفلی

۱۲۸۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قوله: أو طاف للقدوم، ص ۱۶۷

۱۲۹۔ حیاة القلوب فی زیارة المحبوب، باب دویم، فصل دویم، ص ۱۱۸

۱۳۰۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِ المختار، باب الجنایات، تحت قوله: لُوجوبه بالشّروع إلخ، ۶۶۱/۳

۱۳۱۔ غنیة ذوی الأحکام فی بغیة دُرَرِ الحکّام، کتاب الحج، باب الجنایات، ۲۴۲/۱

۱۳۲۔ تبیین الحقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳۶۹/۲

کام کا حکم یہ ہے کہ کرے تو ثواب، نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ ایسے حالات میں احتیاط سے کام لیں۔

اور اگر ماہواری کے ایام میں دوسری بار شروع ہونے والا خون دس دن سے زائد ہو جائے تو پھر پہلی بار ماہواری آئی ہے تو دس دن تک ماہواری اور زائد استحاضہ کہلاتا ہے، چنانچہ امام شمس الدین احمد بن سلیمان ابن کمال باشا حنفی متوفی ۹۴۰ھ لکھتے ہیں:

المبتدَأةُ بلَغتْ مُستحاضةً، فحَيضُها مِن كُلِّ شهرٍ عَشرةُ أيّامٍ و ما زادَ عليها استحاضةٌ (۱۳۳)

یعنی، مبتدءَ حالتِ استحاضہ میں بالغ ہوئی تو اُس کی ماہواری ہر ماہ کے دس دن ہیں اور جو اُن پر زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔

اور اگر پہلی بار نہیں آئی تو عادت کے دنوں سے زائد جتنے دن خون آیا وہ استحاضہ قرار پائے گا، چنانچہ علامہ ابن کمال پاشا حنفی لکھتے ہیں:

إذا كانت لها عادةٌ فى الحيضِ، فرضْناها سبعةً فرأتِ الدَّمَ اثْنَى عَشَرَ يوماً، فخمسةُ أيامٍ بعد السّبعةِ استحاضةٌ (۱۳٤)

یعنی، جب اُس کی حیض میں عادت ہے اور ہم فرض کریں کہ عادت سات دن ہے پھر اُس نے بارہ دن حیض دیکھا تو سات کے بعد جو پانچ دن ہیں وہ استحاضہ ہے۔

اور استحاضہ کا حکم دائمی نکسیر وغیرہ کی مثل ہے کہ جس میں نماز، روزہ، طواف وغیرہا کچھ بھی ممنوع نہیں ہے، چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

و لا تُمنَعُ عن الطّوافِ إذا أمِنَتْ مِن اللّوثِ "قهستانی" عن "الخزانة" (۱۳۵)

۱۳۳ـ الإيضاح فى شرح الإصلاح، كتاب الطّهارات، باب الحيض، ۷٤/۱

۱۳٤ـ الإيضاح فى شرح الإصلاح، كتاب الطّهارات، باب الحيض، ۷٤/۱، ۷۵

۱۳۵ـ حاشية الطّحطاوى على الدُّرّ المختار، كتاب الطّهارة، باب الحيضِ، تحت قوله: لا

یعنی، عورت کو طواف سے نہیں روکا جائے گا، جب وہ مسجد کے آلودہ ہونے سے امن رکھتی ہو۔ (جیسا کہ) "قہستانی" (۱۳۶) (میں) ''خزانہ'' (کے حوالے سے) مذکور ہے۔

لہٰذا اگر دوسری صورت ہو تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا نہ اعادہ اور نہ کفارہ، اس صورت میں شرع کا ایک ہی حکم ہے وہ یہ کہ مسجد کو آلودہ ہونے سے بچانا، تو اس کے لئے مستحاضہ کو احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہوں گی کہ جن سے مسجد آلودہ ہونے سے محفوظ رہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ١٦ ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ١٤ دیسمبر ٢٠٠٨م 494-F

طواف میں نجاست حقیقیہ سے پاکیزگی حاصل کرنا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ بسا اوقات طواف کرنے والا بے خبر ہوتا ہے اور اُس کے جسم یا کپڑوں پر کوئی ناپاک چیز لگی ہوتی ہے یعنی اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہوتا ہے اور وہ طواف کر لیتا ہے بعد میں اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے جسم یا کپڑوں پر کوئی ناپاک چیز لگی ہوئی تھی جو ایک درہم کی مقدار سے زائد تھی، اِس صورت میں اُس کے طواف کا کیا حکم ہوگا؟

(السائل: ریحان ابوبکر، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں طواف درست ہو جائے گا اور کچھ کفارہ بھی لازم نہیں آئے گا سوائے اس کے کہ اُس نے بُرا کیا کہ اُس کے بدن یا کپڑوں پر نجاست تھی اور اُسی کے ساتھ طواف کر لیا، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

لو طاف فرضاً أو واجباً أو نفلاً و علیه: أی علی ثوبِه أو بدنِه

نجاسةً أكثر مِن قدرِ الدّرهمِ كره: أی: لتركِهِ السُّنّةَ فی مراعاةِ الطّهارةِ و لا شیءَ علیه: أی: مِن الدَّمِ و الصَّدقةِ، و هذا قولُ العامّة، و هُو الموافق لِمَا فی "ظاهرِ الرِّوايَةِ" كما صرّح فی "البدائع" وغیرہ: أن الطّهارةَ عن النّجاسةِ لیس بواجبٍ، فلا یجبُ شیٌ لترکِها سِوی الإساءةِ.

أمّا ما فی "منسك الفارسیّ": یكرهُ استعمال النّجاسةِ أكثر مِن قدرِ الدّرهم و الأقلّ لا یكرهُ، فمحلُّ بحثٍ إذا الظّاهرُ أنّه یكرہ مطلقاً علی تفاوُتِ الكراهةِ بینَ كثرةِ النّجاسةِ و القِلّةِ، و هذا لا یُنافِی أنّ القدرَ القلیلَ معفوٌ (١٣٧)

یعنی، اگر فرض یا واجب یا نفلی طواف اِس حال میں کیا کہ اُس کے کپڑے یا بدن پر ایک درہم کی مقدار سے زائد نجاست تھی تو مکروہ ہے یعنی طہارت کی رعایت میں سنّت کو ترک کرنے کی وجہ سے (مکروہ ہے) اور اُس پر دَم اور صدقہ سے کچھ لازم نہیں اور یہ عام فقہاء کا قول ہے اور یہی اُس کے موافق ہے جو ''ظاہر الروایۃ'' میں ہے جیسا کہ "بدائع الصنائع" (١٣٨) وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ (طواف میں) نجاست سے پاکی واجب نہیں ہے لہٰذا اُس کے ترک پر سوائے اسائت کے کچھ لازم نہ ہوگا۔

مگر جو ''منسک فارسی'' میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار سے زائد نجاست کا استعمال مکروہ ہے اور (اس سے) کم مکروہ نہیں ہے، پس (یہ قول) محلِّ بحث ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ کثرتِ نجاست اور قلتِ نجاست کے مابین کراہت کے تفاوت پر مطلقاً مکروہ ہے اور یہ اس

١٣٧۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل و لو طاف الخ، ص ٣٩٢

١٣٨۔ بدائع الصنائع، كتاب الحجّ، فصل فی شرط طواف الزیارة و واجباته، ٣/٧١، ٧٢

کے منافی نہیں ہے کہ قلیل مقدار معاف ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

اما طہارت بدن وثیاب ملبوس ومکان طواف از نجاست حقیقیہ پس آن واجب ست علی احد الرّوایتین و روایت دیگر آنست کہ طہارت از نجاست حقیقیہ سنّت مؤکدہ است وعلیہ اکثر العلماء(۱۳۹)

یعنی، مگر بدن، پہنے ہوئے کپڑوں اور طواف کی جگہ کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا پس وہ دو روایات میں سے ایک روایت کے مطابق واجب ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا سنّت مؤکدہ ہے اور اسی روایت پر اکثر علماء ہیں۔

اور سُنَنِ طواف کے بیان میں لکھتے ہیں:

طہارتِ بدن وثیاب ملبوسہ ومکان طواف از نجاست حقیقیہ کہ آن سنّت است نزد اکثر وقیل واجب است(۱۴۰)

یعنی، بدن، پہنے ہوئے کپڑوں اور مکانِ طواف کا نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونا کہ اکثر کے نزدیک سنت ہے اور کہا گیا ہے کہ واجب ہے۔

اور جہاں اختلاف ہو وہاں اختلاف سے نکلنا مستحب ہوتا ہے اس لئے قلیل وکثیر کے فرق کے بغیر اس سے بچنا چاہئے پھر یہ ایک دینی اَمر ہے جس میں احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامنا چاہئے، چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

فإنَّ الخُروجَ عن الخلافِ مستحبٌّ بالإجماع، و المسألۃُ خلافیۃٌ، و تركُ المستحبِ مكروہٌ تنزيهيٌّ لأنّه خلاف الأولى

۱۳۹۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم در بیان طواف إلخ، فصل دویم در بیان شرائط صحۃ طواف، أما واجبات طواف، ص ۱۱۸

۱۴۰۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم در بیان طواف الخ، فصل دوئم، امّا سُنَنِ طواف إلخ، ص ۱۲۲

و منافٍ للاحتیاط فی الدّین (۱۴۱)

یعنی ، بے شک خلاف سے نکلنا بالا جماع مستحب ہے اور یہ مسئلہ خلافیہ ہے اور مستحب کا ترک مکروہ تنزیہی ہوتا ہے کیونکہ وہ خلافِ اَولیٰ اور دین میں احتیاط کے منافی ہے۔

اور یہاں احتیاط اِس میں ہے کہ اگر ایسا واقعہ پیش آجائے تو اعادہ کر لے تا کہ خلاف سے نکل جائے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۵ذو الحجة ۱۴۲۹ھ، ۳ دیسمبر ۲۰۰۸ م 488-F

طواف کرنے والے کے کپڑوں پر نجاست کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ میں کہ ہمارے ایک ساتھی نے طواف کیا اور اُس کے کپڑوں پر کوئی ناپاک چیز لگی ہوئی تھی مکمل کرنے کے بعد ہوٹل آکر اُسے معلوم ہوا کہ اُس کے کپڑوں پر ناپاکی لگی ہوئی تھی اب اُس کے لئے کیا حکم ہوگا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: طواف میں کپڑوں کا پاک ہونا واجب ہے یا سنّت مؤکدہ اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، ایک روایت کے مطابق واجب ہے جب کہ دوسری روایت ہے کہ سنّت مؤکدہ ہے اور اکثر علماء اِسی پر ہیں کہ سنّت مؤکدہ ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

اما طہارت بدن وثیاب ملبوس ومکانِ طواف از نجاست حقیقیہ پس آن واجب است علی اَحد الروایتین و روایت دیگر آنست کہ طہارت از نجاست حقیقیہ سنّت مؤکدہ است وعلیہ اکثر العلماء، لہذا ذکر خواہم کرد

۱۴۱۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل: و لو طاف فرضاً

اور سُنَنِ طواف(۱۴۲)

یعنی، مگر بدن، پہنے ہوئے کپڑوں اور مکانِ طواف کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا تو وہ ایک روایت کے مطابق واجب ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ نجاست حقیقیہ سے پاکیزگی سنت مؤکدہ ہے اور اِسی روایت پر اکثر علماء ہیں، اِسی لئے میں اِسے سُنَنِ طواف میں ذکر کروں گا۔

اور اسی فصل میں سنتوں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

نہم طہارت بدن و ثیاب ملبوسہ و مکان طواف از نجاست حقیقیہ کہ آن سنت است نزد اکثر، وقیل واجب است(۱۴۳)

یعنی، طواف کی نویں سنّت یہ ہے کہ بدن پہنے ہوئے کپڑوں اور مکانِ طواف کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا اکثر کے نزدیک سنت ہے اور کہا گیا کہ واجب ہے۔

اور سنّت کا ترک اسائت ہے یعنی شرعاً ایسا کرنے والا بُرا کرتا ہے اور ترکِ سنّت سے اجتناب کرنا چاہئے کہ محرومی کا سبب ہے اور اُس شخص پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور جب یہ مسئلہ اختلافی ہے تو افضل یہی ہے کہ اِس طواف کا اعادہ کرلے کہ اِسی میں احتیاط ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ، ۱۴ نوفمبر ۲۰۰۹م 657-F

حلق یا تقصیر کے بغیر احرام کھولنے والے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عمرہ کرکے حلق یا بال کٹوائے بغیر احرام کھول دے اب کافی مہینوں بعد اُسے اپنی

۱۴۲۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب سیوم در بیان طواف و انوع آن، فصل دویم در بیان شرائط صحۃ طواف، ص۱۱۸

۱۴۳۔ حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب سیوم در بیان طواف و انواع آن، فصل

غلطی کا احساس ہوا ہے، اس کے لئے کیا کوئی کفارہ ہے؟ (صرف دَم دینا ہے یا کوئی اور کفارہ) بال کٹوائے بغیر احرام کھول دینے سے کیا وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد گیا؟

(السائل: محمد شاہد قادری رضوی، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اگر ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر اور منہ کو ڈھکنا اور خوشبو لگانا وغیرہا کا ارتکاب احرام سے نکلنے کے لئے اپنی جہالت کی بنا پر کیا ہے تو صرف ایک دَم لازم ہوگا۔ اور اگر اُس نے اِن ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب احرام سے باہر نکلنے کے لئے نہ کیا ہو تو حلق کروانے تک جتنے جُرم اُس نے کئے اتنی ہی جزائیں اُس پر لازم آئیں گی، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

شرط خروج از احرام حج وعمرہ حلق رُبع سر یا قصر رُبع اوست در وقتِ حلق، پس اگر حلق و قصر نمود بیرون نیاید از احرام اگرچہ بگذرند بروئے سالہائے بسیار، و ہر بارے کہ ارتکاب کند محظورے را لازم می شود بروے جزائے علیحدہ مگر آنکہ ارتکابِ محظورات متعدد بنیتِ ترکِ احرام بودہ باشد کہ آنگاہ جزاء واحد لازم آید کما سیأتی قریباً (۱۴۴)

یعنی، حج وعمرہ سے نکلنے کی شرط حلق کے (مقررہ) وقت میں چوتھائی سر کا منڈوانا یا چوتھائی سر کا قصر کروانا ہے، اگر کسی نے نہ سر منڈوایا اور نہ قصر کروایا تو احرام سے باہر نہیں نکلے گا، چاہے اُسے بے شمار سال گزر جائیں۔ اِس دوران ہر بار جب وہ ممنوعِ احرام کا ارتکاب کرے گا اُسے علیحدہ جزاء لازم ہوگی جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا۔

اور لکھتے ہیں:

آنچہ گفتیم کہ شرط است وقوع حلق یا قصر در وقت او پس بدانکہ ابتداءِ

۱۴۴۔ حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل دہم در کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۲

وقت حلق در حج از طلوعِ فجر روزِ نحر ست و در عمره بعد از اتیان اکثر طواف است، ولیکن آخر ندارد در حق صحت بلکہ جمیع عمر وقت اوست ہر وقتی کہ حلق نماید از احرام بیرون آید اگرچہ واجب است وقوعِ حلقِ حج در ایامِ نحر بعد از رمی جمره عقبه، و واجب است وقوعِ حلقِ عمره بعد از سعی بین الصفا والمروة در عمره (۱٤٥)

یعنی، ہم نے حلق یا قصر کے وقت مقررہ میں ہونے کی جو شرط بیان کی ہے تو جاننا چاہئے کہ حلق کا وقت حج کے لئے پس ذوالحجہ کی صبح صادق سے اور عمرہ کے لئے طواف کے اکثر (یعنی، چار) چکر کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن حلق وقصر صحیح ہونے کا آخری کوئی وقت مقرر نہیں، ساری عمر اُس کا وقت ہے جب بھی سر منڈائے گا یا قصر کرائے گا احرام سے باہر ہو جائے گا۔ اگرچہ حج میں رمی جمرۂ عقبہ کے بعد ایام نحر میں حلق کرا لینا واجب ہے اور عمرہ میں سعی کے بعد واجب ہے۔

اور وہ احرام توڑنے کی نیت کر لے تب بھی مُحرِم ہی رہے گا احرام سے باہر نہیں نکلے گا اُس پر ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب حرام رہے گا اگرچہ اُس کی رفضِ احرام کی نیت نے اُس پر سے ضمان کو اٹھا دیا کہ متعدد جزائیں اُس پر لازم نہ آئیں، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی لکھتے ہیں:

پس چنین خارج نگردد بہ نیت رفض و احلال و واجب آید بر این شخص دم واحد برائے جمیع آنچہ ارتکاب کرد ہر چند کہ ارتکاب کرد جمیع محظورات را و متعدد نشود بروے جزاء بہ تعدد جنایات چون نیت کرده است رفض احرام را زیرانکہ او ارتکاب نموده است محظورات را بتاویل اگرچہ فاسد است، معتبر باشد در رفع ضمانات دینویہ، پس گویا کہ موجود شدند این ہمہ محظورات از جہۃ واحدہ بسبی واحد، پس متعدد نگردد جزاء بروی این

۱٤٥۔ حیات القلوب فی زیارة المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل دہم در کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۲

مذہب ماست، وامام نزد شافعی پس لازم آید بروی برائے ہر محظورے علیحدہ جزا(۱۴۶)

یعنی، اِس طرح احرام توڑنے اور حلال ہونے کی نیت سے بھی احرام سے خارج نہ ہوگا اور اُس شخص پر تمام ممنوعات کے ارتکاب کا ایک ہی دم واجب ہوگا، چاہے تمام ممنوعات کا مرتکب ہوا ہو، اور جب اُس نے احرام توڑنے کی نیت کر لی تو متعدد جنایات پر متعدد جزائیں اِس لئے واجب نہ ہوں گی کہ اِن ممنوعات کا ارتکاب اُس نے اِس تاویل سے کیا ہے (وہ تاویل یہ ہے کہ میں نے احرام توڑنے کی نیت کر لی تھی اِس لئے یہ ممنوعات میرے لئے ممنوع نہ رہے)۔ اور تاویل گو کہ فاسد ہے مگر وہ دینی ضمانتوں کے اٹھ جانے کے بارے میں معتبر ہوگی، پس گویا کہ یہ تمام ممنوعات ایک ہی جہت سے ایک ہی سبب کے باعث واقع ہوئے اس لئے جزائیں بھی اُس پر متعدد واجب نہ ہوں گی یہ ہمارا مذہب ہے، مگر امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ہر ممنوع پر جزاء علیحدہ ہوگی۔

اور ہمارے اور امام شافعی کے مابین یہ اختلاف تب ہے جب اس نے احرام توڑنے کے ارادے سے ایسا کیا اور جہالت کی بناء پر سمجھ لیا کہ اب میں احرام سے باہر ہو گیا ورنہ ہر جنایت پر الگ جزا لازم ہوگی چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی لکھتے ہیں:

واین اختلاف وقتی ست کہ شخص مذکور کہ نیت رفض احرام کردہ است گمان می بُرد بسبب جہل خود کہ او خارج گشتہ است از احرام بسبب این قصد، اما کسی کہ می داند کہ خارج نشدہ ام من از احرام بسبب این قصد معتبر نباشد از وی قصد رفض ومتعدد گردد جزاء بروی بہ تعدد جنایات اتفاقاً بیننا وبین الشافعی، چنانکہ متعدد می گردد اتفاقاً بر شخص کہ قصد نہ کردہ است

۱۴۶۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل دھم در کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۳

رفض را اصلاً(۱۴۷)

یعنی، یہ اختلاف بھی اُس وقت ہے جب اُس شخص نے (اِن ممنوعات کے ارتکاب میں) احرام توڑنے کی نیت کی ہو اور اپنی جہالت سے سمجھ لیا ہو کہ اِس نیت سے وہ احرام سے نکل گیا، لیکن اگر کوئی یہ جانتا ہے کہ میں اِس نیت کر لینے سے احرام سے نہیں نکلا ہوں تو ایسے شخص سے احرام توڑنے کی نیت معتبر نہیں ہو گی۔ اِس پر ہمارے اور امام شافعی کے نزدیک بالاتفاق ہر جنایت پر علیحدہ جزاء واجب ہو گی جیسا کہ باتفاق احناف وشوافع اُس شخص پر (جزائیں) متعدد ہوں گی جس نے احرام توڑنے کی سرے سے نیت ہی نہ کی ہو۔

لہٰذا مذکور شخص اگر یہ جانتا تھا کہ میں اِس طرح سے احرام سے نہیں نکلوں گا یا اُسے یہ بتایا گیا تھا تو دیکھنا ہو گا کہ سعی عمرہ کے بعد اُس نے کن کن ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہے تو جتنی اُس نے جنایتیں کی ہوں گی تو اُن جنایتوں کے مطابق اتنی ہی جزاؤں کا حکم دیا جائے گا۔

اور یاد رہے کہ مذکورہ مسئلہ میں اُسے حلق یا قصر بہر صورت کروانا ہو گا اگرچہ کتنا عرصہ کیوں نہ گزر گیا ہو چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی لکھتے ہیں:

اگر مُحرِم بعد از احرام قصد کرد رفضِ احرام را پس ارتکاب کردن گرفت محظوراتِ احرام را چنانکہ ارتکاب کند آنہا را شخص غیر مُحرِم از بس مخیط و تطیب وحلق وجماع وقتلِ صید وامثال آن، پس بیرون نمی آید این شخص بارتکاب این چیزہا از احرام بالاجماع(۱۴۸)

یعنی، اگر محرم نے احرام توڑنے کا ارادہ کر لیا اور اُس نے اِس ارادے

۱۴۷۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول در بیان احرام، فصل دھم در کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۳۔۱۰۴

۱۴۸۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول، فصل دھم در بیان کیفیت خروج از احرام، تنبیہ حسن، ص ۱۰۳

سے ایسے ممنوعات احرام کا ارتکاب کرنا شروع کر دیا جیسے غیر محرم کرتا ہے جیسا کہ سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، سر منڈوانا، جماع کرنا اور شکار کو قتل کرنا وغیرہا، تو اِن افعال کے کرنے کے باوجود وہ باجماع علماء کرام احرام سے نہ نکلے گا۔

اِس صورت میں دَم تو ایک لازم آیا مگر ارتکابِ حرام کی بنا پر لازم آنے والے گناہ سے توبہ بھی لازم ہوگی۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ١٥ ربیع الثانی ١٤٣١ھ، ١ إبریل ٢٠١٠م 593-F

عمرہ میں حلق سے قبل مونچھیں منڈوانے کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہمارے گروپ میں ایک حاجی صاحب جو آج ہی پاکستان سے تشریف لائے تھے عمرہ کا طواف کر کے سعی کی اور حلق سے قبل اپنی مونچھیں منڈوادیں بعد میں حلق کروایا اب اِس صورت میں اُس پر کیا لازم ہوگا۔

(السائل: محمد رضوان بکالی، لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: عمرہ کرنے والا افعالِ عمرہ ادا کرنے کے بعد جب تک حلق یا قصر نہیں کروالیتا احرام میں ہی رہتا ہے اور اُس شخص نے احرام سے نکلنے سے قبل مونچھیں منڈوادیں تو یہ احرام پر جنایت قرار پائی اور مونچھیں داڑھی کے ساتھ شمار ہوتی ہیں چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں:

و اللّحيةُ مع الشّاربِ عضوٌ واحدٌ۔ "فتح" (١٤٩)

١٤٩۔ ردُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: أو حلق رُبع

یعنی، داڑھی مونچھوں کے ساتھ ایک عضو ہے۔ ''فتح القدیر'' (۱۵۰)

اور داڑھی کم از کم چوتھائی منڈوانے پر دَم اور اس سے کم میں صدقہ ہے لازم ہوتا ہے چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں:

و إذا حَلَقَ رُبعَ لحيتِهِ فصاعداً فعليه دمٌ وَ إن كا ن أقلّ مِن الرُّبُع فصدقةٌ كذا في "السّراج و الوهّاج" (۱۵۱)

یعنی، جب اپنی داڑھی کے چوتھائی، پس زیادہ کا حلق کیا تو اُس پر دَم ہے اور اگر چوتھائی سے کم ہے تو صدقہ ہے اِسی طرح "السِّراج الوَهّاج" میں ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں کہ:

سر یا داڑھی کے چہارم بال یا زیادہ کسی طرح دُور کیے تو دَم ہے اور کم میں صدقہ الخ (۱۵۲)

اور ظاہر ہے کہ صرف مونچھیں داڑھی کا چوتھائی نہیں اِس لئے مونچھوں میں صرف صدقہ لازم آئے گا چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

لأنـه تبعٌ للّحية، ولا يبلغ رُبعها، و القولُ لوجوبِ الصّدقةِ فيه هو المذهبُ المصحّحُ (۱۵۳)

یعنی، کیونکہ مونچھ داڑھی کے تابع ہے اور داڑھی کے چوتھائی حصے کو نہیں پہنچتی اور اِس میں صدقہ واجب ہونے کا قول صحیح مذہب ہے۔

۱۵۰۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: فعليه طعام هو حكومة عدل، ۴۴۶/۲، و فيه: و هو مع اللّحيةِ كعضوٍ واحدٍ

۱۵۱۔ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب الثّامن فى الجنايات، الفصل الثّالث فى حلق الشّعر و قلم الأظفار، ۲۴۳/۱

۱۵۲۔ بہارِ شریعت، حصہ ششم، حج کا بیان، جرم اوران کے کفارے کا بیان، ص ۱۰۴/۶/۱

۱۵۳۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قوله: أو حلق شاربه، ۶۶۹/۳

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں:

مونچھ اگر پوری منڈوائے یا کتروائے صدقہ ہے۔(۱۵۴)

لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ شخص ایک صدقہ دے گا اور صدقہ سے مراد صدقہ فطر ہے چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

تصدّق بنصفِ صاعٍ من بُرٍّ کالفطرۃِ (۱۵۵)

یعنی، صدقہ دے آدھا صاع گندم مثل فطرانے کے۔

اور حج میں صدقہ کو صدقہ فطر کے ساتھ مشابہت مقدار میں ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"الظّاھرُ أنّ التشبیہَ إنّما ھو فی المقدورِ لا غیر (۱۵٦)

یعنی، ظاہر ہے کہ تشبیہ صرف مقدار میں ہے نہ کہ اس کے غیر میں۔

اور نصف صاع گندم سیر کے پیمانے کے مطابق تقریباً سوا دو سیر (دو کلو پیتالیس گرام تقریباً) ہے۔

اور فقہاء کرام کا صدقہ کے ساتھ آدھا صاع گندم لکھنا اتفاقی ہے ورنہ صدقہ فطر جو، کھجور، اور کشمش یا منقہ سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے، ہاں ان چیزوں سے اگر دے گا تو ایک صاع دے گا گندم سے دے گا تو آدھا صاع دے گا، چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

إنّ التّقییدَ بنصفِ الصّاع من التمرِ أو الشّعیرِ (۱۵۷)

یعنی، بے شک گندم کے نصف صاع کی قید اتفاقی ہے پس کھجور یا جو کا

۱۵۴۔ بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، ۱/٦/۱۰۵

۱۵۵۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، ص ۱٦۷

۱۵٦۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قولہ: کالفطرۃ لا یجزیہ، ۳/٦۸۲

۱۵۷۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قولہ: کالفطرۃ، ۳/٦۷۱

ایک صاع دینا جائز ہے۔

کھجور اور جو سے ایک صاع صدقہ فطر دینے کا ذکر حدیث شریف میں بھی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

"فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ زَکَاةَ الفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِیْرٍ۔ الحدیث (۱۵۸)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر رمضان کا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مقرر فرمایا۔ اِلخ

اور فقہاء کرام بعض جگہ نصف صاع گندم کے ساتھ ایک صاع کھجور اور جو کا بھی ذکر فرمایا، چنانچہ علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد غزی تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ لکھتے ہیں:

نصفَ صاعٍ من بُرٍّ أو صاعاً من تمرٍ أو شعیرٍ (۱۵۹)

یعنی، نصف صاع گندم یا ایک کھجور یا جو (مثل فطرانے کے)۔

اور صدقہ حرم میں دینا لازم نہیں بلکہ افضل ہے، اور اس شخص پر اِس گناہ سے توبہ لازم ہے کیونکہ گناہ کی معافی بغیر سچی توبہ کے نہیں ہوتی اور ہمارے دیگر فتاویٰ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلثاء، ۲۰ ذو القعدۃ ۱۴۲۹ھ، ۱۸ نوفمبر ۲۰۰۸م 473-F

ایک عمرہ کے حلق سے قبل دوسرے عمرہ کا احرام

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص پاکستان سے آیا اس نے عمرہ ادا کیا اور حلق نہ کروایا پھر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور

۱۵۸۔ مشکل الآثار، باب (۵۴۳) بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی صدقةِ الفطر إلخ، برقم: ۳۷۵۱، ۲/۴/۲۴۰

عمرہ ادا کیا تو کسی نے بتایا کہ حلق کرانا، احرام سے نکلنے کے لئے ضروری ہے تو اُس نے حلق کروالیا، اب وہ عمرہ جو پہلے کیا جس میں حلق نہ کرایا تھا اس کا کیا ہوگا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: عمرہ کے دو واجبات ہیں ایک سعی اور دوسرا حلق یا تقصیر، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

و واجباتُه السَّعیُ و الحلقُ أو التّقصیر (۱۶۰)

یعنی، اور عمرہ کے واجبات سعی اور حلق یا تقصیر میں۔

جب اُس نے حلق نہ کروایا تو واجب ترک کر دیا اور جب دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو عمرہ کے دو احراموں کے مابین جمع لازم آ گیا اب چونکہ وہ پہلے عمرہ کا طواف اور سعی کر چکا ہے تو دوسرے عمرہ کا احرام باقی رکھے گا اور اس پر دَم لازم آئے گا، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و لو طافَ و سعیَ لِلأولی و لم یَبق علیه إلّا الحلق، فأهلَّ بأُخرَی لزِمتهُ و لا یرفُضها و علیه دمُ الجمع (۱۶۱)

یعنی، اگر پہلے عمرہ کا طواف اور سعی کر لی اور اُس پر سوائے حلق کے کچھ باقی نہ رہا، پس اُس نے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو دوسرا عمرہ اُسے لازم ہو گیا اور وہ اُسے نہ چھوڑے گا اور اُس پر دو احراموں کو جمع کرنے کا دَم لازم ہوگا۔

اور علامہ محمد بن عبداللہ بن احمد غزّی تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ لکھتے ہیں:

مَن أتی بعُمرة إلّا الحلقَ فأحرَمَ بأُخریٰ ذَبَحَ، (۱۶۲)

۱۶۰۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب العمرة، ص ۵۰۹

۱۶۱۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجمع بیان النسكین المتحدین، فصل فی الجمع بین العمرتین، ص ۳۲۴

یعنی، جس نے عمرہ ادا کیا سوائے حلق کے پس دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو جانور ذبح کرے گا۔

اور عمرہ کے دو احراموں کو جمع کرنے پر دَم لازم آنے میں کسی کا اختلاف نہیں، چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اعلَم أنّهم اتّفقوا فی وُجوبِ الدّمِ بسببِ الجمع بین إحرامَی العُمرةِ (۱۶۳)

یعنی، فقہاء کرام کا عمرہ کے دو احراموں کے مابین جمع کے سبب وُجوبِ دم میں اتفاق ہے۔

اور دو احراموں کو جمع کرنا مکروہ تحریمی ہے چنانچہ علامہ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

الأصل: أن الجمعَ بین إحرامَین لعمرتَین مکروهٌ تحریماً، فیلزَمُ الدّم (۱۶٤)

قاعدہ یہ ہے کہ عمرہ کے دو احراموں کو جمع کرنا مکروہ تحریمی ہے، پس دَم لازم آئے گا۔

اور کراہت تحریمی کا ارتکاب گناہ ہے اس لئے اُسے اس گناہ سے توبہ بھی لازم ہوگی۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۲٦ ذوالقعدة ۱٤۲۹ھ، ۲٤ نوفمبر ۲۰۰۸ م 669-F

۱٦۳۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجمع بین النسکین المتّحدَین، فصل فی الجمع بین العمرتین، ص ۳۲٤

۱٦٤۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الحجّ، باب الجنایات، تحت قوله: مَن أتی بعمرة، ص ۱۷۱

حجِ تمتع کی نیت سے آنے والی عورت کو ماہواری آجانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے حجِ تمتع کی نیت سے مکہ مکرمہ آئی ابھی پہنچی تھی کہ ماہواری آگئی اور دو دن بعد منیٰ روانگی ہے اس نے ابھی عمرہ ادا نہیں کیا تو حج کا احرام کس طرح باندھے کیا عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو جو عمرہ اُس نے چھوڑا وہ کب ادا کرے اور اس عمرہ کے چھوڑنے کی وجہ سے اس پر کیا لازم ہوگا جب کہ عمرہ اُس نے مجبوری میں چھوڑا ہے تو اِس صورت میں اُس پر کیا لازم آتا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس عورت پر دَم اور عمرہ کی قضاء لازم ہے، مروی ہے کہ ایسا ہی واقعہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کے ساتھ حجۃ الوداع میں پیش آیا، جب حضورﷺ کی بارگاہ میں آپ نے اپنا معاملہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے انہیں عمرہ چھوڑنے کا اور حج ادا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

أنّ عائشة قالت: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی حَجّهِ الْوَدَاعِ، فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَ لَمْ يَسُقِ الْهَدْیَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ، وَ لَمْ تَطْهُرْ حَتّٰی دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، وَ إِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "انْقُضِی رَأْسَكِ، وَ امْتَشِطِی، وَ أَمْسِكِی عَنْ عُمْرَتِكِ" فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ، أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ،

فَأَعْمَرَنِی مِنَ التَّنْعِیمِ، مَکَانَ عُمْرَتِی الَّتِی نَسَکْتُ (١٦٥)

یعنی، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں احرام باندھا، پس میں اُن میں سے تھی جنہوں نے تمتع کیا، اور (ساتھ) ہدی نہ لائے، پس انہیں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو گمان ہوا کہ انہیں ماہواری آگئی ہے، اور آپ پاک نہ ہوئیں یہاں تک کہ عرفہ کی رات آگئی، آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ عرفہ کی رات ہے اور میں نے صرف عمرہ کے ساتھ تمتع کیا ہے (یعنی میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے) تو

١٦٥ـ صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب امتشاط المرأة عند غسلها من المحیض، برقم:٣١٦، ١/٨٢، و باب الأمر بالنّساء، إذا نفسن، برقم:٢٩٤، ١/٧٧، و باب تقضی الحائض المناسك کلّها إلّا الطواف بالبیت، برقم:٣٠٥، ١/٧٩، و باب نقض المرأة شعرها عند المحیض، برقم:٣١٧، ١/٨٢، و باب کیف تهلّ الحائض بالحج و العمرة، برقم: ٣١٩، ١/٨٢، و کتاب الحجّ، باب کیف تهلّ الحائض و النّفساء، برقم:١٥٥٦، ١/٣٨٤، و باب قوله تعالیٰ ﴿الحجّ اَشهُرٌ مَّعلُومٰت﴾ الآیة، برقم:١٥٦٠، ١/٣٨٥، و باب التمتّع و القران إلخ، برقم:١٥٦١، ١٥٦٢، ١/٣٨٦، و باب طواف القارن، برقم: ١٦٣٨، ١/٣٠٤، و باب تقضی الحائض المناسك کلّها إلخ، برقم:١٦٥١، ١/٤٠٧، و باب إذا حاضت المرأة بعد ما افاضت، برقم:١٧٦٢، ١/٤٣٢، و باب الإذج من المحصب، برقم:١٧٧٢، ١/٤٣٤، و کتاب العمرة، باب العمرة لیلة الحصبة، برقم:١٧٨٣، ١/٤٣٧، و باب الإعتمار بعد الحجّ بغیر هدیٍ، برقم:١٧٨٦، ١/٤٣٨، و باب أجر العمرة علی قدر النّصب، برقم:١٧٨٧، ١/٤٣٨، و باب المعتمر إذا طاف إلخ، برقم: ١٧٨٨، ١/٤٣٩، و کتاب الجهاد و السّیر، باب إرداف المرأة خلف أخیها، برقم:٢٩٨٤، ٢٩٨٥، ٢/٢٦٩، و کتاب المغازی، باب حجة الوداع، برقم:٤٣٩٥، ٣/١١٩، و کتاب الأضاحی، باب مَن ذبح ضحیة غیره، برقم:٥٥٥٩، ٣/٤٩١، و کتاب التمنی،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اپنا سر کھول دے اور کنگھی کر لے اور اپنے عمرہ سے رُک جا'' (آپ فرماتی ہیں کہ) میں نے (ایسے ہی) کیا، پس جب حج ادا کرلیا، تو (رسول اللہ ﷺ نے) حصبہ کی رات عبد الرحمٰن (بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) کو حکم فرمایا تو انہوں نے مجھے مقام تنعیم سے عمرہ کروایا، اور میں نے اس عمرہ کی جگہ جس کا میں نے احرام باندھا تھا عمرہ ادا کیا۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں عورت عمرہ چھوڑ دے گی اور حج فوت ہونے کے خوف کی وجہ سے عمرہ کا احرام کھول دے گی اور حج کا احرام باندھے گی، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ حدیثِ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تحت لکھتے ہیں:

أنَّ الظّاهِرَ قولُها "يا رسولَ الله هذِه ليلةُ عرفةَ إلى آخره" يدلُّ على أنّه عليه الصّلاة و السّلام أَمرَها برفضِ عُمرتِها، و أن تخرجَ منها قبلَ تمامها، و فی "التّوضيح": به قال الكوفيونَ فی المرأةِ تحيضُ قبلَ الطّواف و تخشىَ فواتَ الحجِّ: أنّها تَرفضُ العُمرةَ (۱٦٦)

یعنی، بے شک اُمّ المؤمنین کے قول ''یا رسول اللہ! یہ عرفہ کی رات ہے الخ'' کا ظاہر اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں عمرہ چھوڑنے کا حکم فرمایا کہ وہ عمرہ سے اس کے پورا ہونے سے قبل نکل جائیں، اور ''توضیح'' میں ہے کہ کوفیوں نے اِس عورت کے بارے میں جو (حجِ تمتع میں) طوافِ عمرہ سے قبل حائضہ ہو جائے اور اُسے حج فوت

۱٦٦۔ عمدة القاری، كتاب الحيض، باب امتشاط المرأة عند غسلها من المحيض، برقم: ۳۱٦، ۳/۱٤۳، ۱٤٤

ہونے کا خوف ہو یہی حکم کیا کہ وہ عمرہ چھوڑ دے۔

اور اِس صورت میں عورت پر چھوڑے ہوئے کی قضا لازم ہوگی اور حدیث عائشہ میں مذکور ہے کہ آپ نے حج سے فارغ ہو کر اس عمرہ کی قضا کی چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود فرمایا کہ:

فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ، جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا (١٦٧)

یعنی، پس میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا بدلے لوگوں کے اس عمرہ کے جو انہوں نے (شروع میں) ادا کیا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ: "هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ" (١٦٨)

یعنی، جب ہم نے حج ادا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبد الرحمن بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ تنعیم بھیجا پس میں نے عمرہ ادا کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ تیرے اُس عمرہ کی جگہ پر ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي، بَعَثَ مَعِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَ أَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ، مَكَانَ عُمْرَتِي، الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَ لَمْ أُحْلِلْ مِنْهَا (١٦٩)

١٦٧۔ صحيح مسلم، كتاب الحجّ، باب بيانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ١٢٠/٢٨٩٠۔ (١٢١١)، ص٥٥٨

١٦٨۔ صحيح مسلم، كتاب الحجّ، باب بيانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ١١١/٢٨٨١۔ (١٢١١)، ص٥٥٦

١٦٩۔ صحيح مسلم، كتاب الحجّ، باب بيانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ١١٢/٢٨٨٢۔

یعنی، یہاں تک کہ جب میں نے اپنا حج پورا کیا، رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم فرمایا، میں تنعیم سے اپنے اس عمرہ کی جگہ پر عمرہ ادا کروں کہ جس عمرہ سے میں (ماہواری کی وجہ سے) فارغ نہ ہوئی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

فَأَعْمَرَنِی مِنَ التَّنْعِیمِ، مَکَانَ عُمْرَتِی الَّتِی أَمْسَکْتُ عَنْهَا (١٧٠)

یعنی، پس (عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) تنعیم سے مجھے عمرہ کروایا میرے اُس عمرہ کی جگہ کہ جس کی ادائیگی سے میں رُک گئی تھی۔

متمتع یا قارن عمرہ نہ کر پائے اور حج ادا کرے تو اُس پر سے حجِ متمتع یا قران کا دم شکر جسے لوگ حج کی قربانی کہتے ہیں جو متمتع اور قارن دونوں پر واجب ہوتی ہے وہ ساقط ہو جاتی ہے اور اس پر عمرہ کی قضا اور عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے دَم جبر لازم آتا ہے اور دَم جبر کے جانور کا سرزمین حرم پر ذبح کرنا واجب ہے اور اس کے لئے افضل دن یوم نحر ہے اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نسوانی عارضہ کی وجہ سے عمرہ چھوڑا تو آپ پر سے دَم شکر ساقط ہو گیا اور عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ ادا کئے بغیر احرام کھولنے پر دَم جبر لازم آیا جسے نبی کریم ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات کے دَم شکر کے ساتھ ادا فرمایا، چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کی طرف سے جانور ذبح کئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فَأُتِیْنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: أَهْدٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ (١٧١)

یعنی، پس ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو

١٧٠ـ صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب بیانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ٢٨٨٣/١١٣ـ (١٢١١)، ص ٥٥٦

١٧١ـ صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب بیانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ٢٨٩٠/١٢٠ـ (١٢١١)، ص ٥٥٨

انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے بطور ہدی ذبح کی ہے۔

اِن احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء سے فقہاء کرام نے ایک قاعدہ اخذ کیا ہے جسے علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے ذکر کیا ہے کہ:

كُلُّ مَنْ لَزِمَهُ رفضُ العُمرةِ فعليه دمٌ وَ قضاءُ عُمرةٍ لا غيرُ، لأنّه فِي معنىٰ فاسدِ العُمرةِ (۱۷۲)

یعنی، ہر وہ شخص کہ جس پر عمرہ چھوڑنا لازم ہو جائے تو اُس پر (عمرہ کا احرام باندھ کر اُسے چھوڑنے کا) دَم اور (چھوڑے ہوئے) عمرہ کی قضاء لازم ہے نہ کہ اور کچھ کیونکہ وہ عمرہ کو فاسد کرنے والے کے معنی میں ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ٦ ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ٤ ديسمبر ٢٠٠٨ م 492-F

حجِ قران کی نیت سے آنے والی عورت کو ماہواری آجانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے حجِ قران کی نیت سے مکہ مکرمہ آئی ابھی پہنچی تھی کہ ماہواری آگئی اور ایک دن بعد منیٰ روانگی ہے اُس نے ابھی عمرہ ادا نہیں کیا کہ وقوفِ عرفہ کا وقت قریب آگیا، کیا وہ عمرہ چھوڑ دے اور وقوف عرفہ کرے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو جو عمرہ اُس نے چھوڑا وہ کب ادا کرے اور اُس عمرہ کے چھوڑنے کی وجہ سے اُس پر کیا لازم ہوگا جب کہ عمرہ اُس نے مجبوری میں چھوڑا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

۱۷۲۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاري، باب أضافة أحد النسكين، ص ۳۲۸

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں یہ عورت عمرہ ادا کئے بغیر وقوفِ عرفہ کرے گی اور حج سے فارغ ہونے کے بعد جب پاک ہو جائے تو چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کرے اور عمرہ چھوڑنے کا ایک دَم دے کیونکہ ماہواری کی حالت میں طوافِ کعبہ ممنوع ہے(۱۷۳) اور طواف عمرہ میں رُکن ہے اِس لئے وہ اِس حالت میں عمرہ نہیں ادا کر سکتی اور قارن جب عمرہ ادا کئے بغیر وقوفِ عرفہ کر لے تو اس کا عمرہ رہ جاتا ہے اور وہ عمرہ چھوڑنے والا قرار پاتا ہے، چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

فإنْ لم يَدخُلِ القارنُ مكّةَ و توجّه إلى عرفاتٍ، فقد صَارَ رافضاً لعمرتِه بالوُقوف (۱۷٤)

یعنی، پس جب قارن مکہ میں داخل نہ ہوا، اور عرفات کی طرف متوجہ ہو گیا تو وقوفِ عرفات کے ساتھ ہی وہ عمرہ کو چھوڑنے والا ہو گیا۔

اور قران کا حکم یہ ہے کہ عمرہ پہلے ادا کیا جائے، وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد عمرہ کی ادائیگی متصوّر نہیں چنانچہ امام کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

و لو تصوّرَ إتيانها و إبقائها بعدِ الوقوفِ لما أُمِرَ بالرّفضِ، لأنَّ أفعالَ العُمرةِ قد فاتَتْ وانتَهتْ، فإنَّ حُكمَ القِران أنْ يُقدِمَ

۱۷۳۔ طوافِ کعبہ کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اُسے مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے چنانچہ حضور علیہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لَا أُحِلُّ دُخُولَ الْمَسْجِدِ لِحَائِضٍ وَ لَا جُنُبٍ الحديث" (التاريخ الكبير للبخاری، باب الألف، برقم: ۱۷۱۰، ۲/۵۵) یعنی، میں حیض والی عورت اور جُنبی کے لئے مسجد میں داخل ہونا حلال نہیں کرتا۔

اسی لئے فقہاء کرام نے یہ حکم اخذ کیا ہے کہ حیض و نفاس والی عورت اور جُنبی کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے چنانچہ علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں: لا يجوزُ لهم دخولَ المسجدِ إلّا لضرورةٍ (منية المصلّى و غنية المبدی، باب فرائض الغسل، فروع إذا اجنبت المرأة إلخ، ص ۵۲) یعنی، ان کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے مگر ضرورت شرعی کی وجہ سے۔

۱۷٤۔ المسالك في المناسك، كتاب القران، فصل: ان لم يدخُل القارن إلخ، ۱/٦٤٨

أفعالَ العُمرةِ على الحجّ، و قد تعذّرَ بَعدَ الوُقوفِ (١٧٥)

یعنی، اگر اُس کا لانا اور باقی ہونا وقوفِ عرفہ کے بعد متصوّر رہوتا تو عمرہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ افعالِ عمرہ تو فوت ہو چکے پس قران کا حکم یہ ہے کہ افعالِ عمرہ کو حج پر مقدم کیا جائے اور تحقیق یہ وقوف کے بعد متعذّر رہو گیا۔

اور اس صورت میں اُس پر دَم اور قضاء دونوں لازم آتے ہیں اور حج قِران کا دَم ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اب اُس کا حج حجِ قِران نہیں رہا چنانچہ ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد المروزی جو حاکم شہید کے نام سے معروف ہیں لکھتے ہیں:

إذا قَدِمَ القارِنُ مكّةَ فلم يطُف حتّى وقفَ بعرفةَ أو طافَ للعُمرةِ ثلاثةَ أشواطٍ فقط كان رافضاً لعُمرتِه، و عليه دَمٌ لرِفضِها و قضاؤُها و قد سَقَطَ عنهُ دَمُ القِران (١٧٦)

یعنی، جب قارن مکہ مکرمہ آیا پس طواف نہ کیا یہاں تک کہ وقوفِ عرفات کیا یا طوافِ عمرہ کے فقط تین پھیرے کئے تو وہ اپنے عمرہ کو چھوڑنے والا ہے، اور اُس پر عمرہ چھوڑنے کا دَم اور اُس کی قضاء ہے اور اُس سے دَم قِران ساقط ہو گیا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۷ذو الحجۃ ۱۴۲۹ھ، ۵ دیسمبر ۲۰۰۸ م F-677

ایامِ حیض میں پائے جانے والے طُہر میں ادا کئے گئے عمرہ کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک

١٧٥۔ المسالك فی المناسك، كتاب القِران، فصل: إن لم يدخُل القارن إلخ، ١/٦٤٩

١٧٦۔ الكافی للحاكم الشّهيد (فی ضمن المبسوط للإمام محمد)، كتاب المناسك، باب الطّواف، ٢/٣٢٩

عورت کی حیض میں عادت سات دن تھی اور اُسے پانچ دن حیض آکر بند ہو گیا اور اُس نے غسل کے بعد نماز شروع کر دی اور پھر مسجد عائشہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لیا اور چھٹے دن اُسے دوبارہ حیض آ گیا، اِس صورت میں وہ کیا کرے گی اُس کا عمرہ ادا ہو گیا یا اُس پر اِس کی قضا لازم ہو گی؟

(السائل: محمد فیاض، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں دوسری مرتبہ آنے والا خون ماہواری میں شمار ہو گا جب کہ وہ دس دن پورے ہونے پر یا اس سے قبل ختم ہوا ہو، چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

و النّاقصُ عن أقلِّه و الزّائدُ علی العادةِ و جاوزَ أکثرَهما استحاضةٌ ـ ملخصاً (۱۷۷)

یعنی، حیض کی کم از کم مدت (تین دن اور تین راتوں) سے کم اور عادت کے دنوں سے زائد اور اکثر مدت (دس دن اور دس راتوں) سے بڑھ جائے تو استحاضہ ہے۔

اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أمّا المعتادةُ فما زادَ علی عادتِها، و تجاوزَ العَشرةَ فی الحیضِ

یعنی، مگر معتادہ عورت تو اُس کی عادت کے دنوں سے جو زائد ہو اور حیض میں دس دنوں سے بڑھ جائے (استحاضہ ہے)

اور لکھتے ہیں:

أمّا إذا لم یتجاوزِ الأکثرَ فیهما فهو انتقالٌ للعادة فیهما فیکونُ حیضاً و نفاساً (۱۷۸)

۱۷۷ ـ الدُّرُّ المختار، کتاب الطّهارة، بابُ الحیض، ص ۴۳

۱۷۸ ـ رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الطّهارة، باب الحَیضِ، تحت قوله: و الزّائدُ علی

یعنی، مگر جب اُن میں (یعنی حیض ونفاس میں) اکثر مدت سے تجاوز نہ کیا تو یہ اُن میں عادت کا منتقل ہونا ہے تو وہ حیض اور نفاس ہوگا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اِس سوال کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ معتادہ کو چھٹے دن جب دوبارہ خون آیا اور وہ دس دن سے زیادہ نہ ہوا تو کُل حیض شمار ہوگا، اِس لئے اِس دوران کیا گیا طواف حالتِ ماہواری میں قرار پائے گا اور دوسری صورت یہ کہ معتادہ کو چھٹے دن جب حیض شروع ہوا، دسویں دن سے بڑھ گیا تو اِس صورت میں عادت کے سات دن حیض اور آٹھویں سے استحاضہ شمار ہوگا، اِس صورت میں طواف حالتِ ماہواری میں نہیں کہلائے گا۔

اور استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ اُس میں نماز، روزہ، جماع، قرآن کو چھونے، مسجد میں داخل ہونے وغیرہا کچھ بھی ممنوع نہیں ہے وہ ایسے ہے جیسے دائمی نکسیر، چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

و دمُ استحاضةٍ حکمُه کرُعافٍ دائمٍ لا یمنعُ صوماً و صلاةً و لو نفلاً و جماعاً ملخصاً (۱۷۹)

یعنی، استحاضہ کے خون کا حکم دائمی نکسیر کی مثل ہے جو روزہ، نماز اگرچہ نفل نماز ہو اور جماع کو مانع نہیں۔(۱۸۰)

استحاضہ جب نماز کو مانع نہیں تو طواف کو بھی مانع نہ ہوگا، چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ولا تُمنعُ عن الطّوافِ إذا أمِنَتْ من اللّوثِ، "قھستانی" عن "الخزانة"، ط (۱۸۱)

۱۷۹۔ الدُّرُّ المختار، کتاب الطّھارۃ، باب الحیض، ص ٤٤

۱۸۰۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ "توَضَّئِیْ وَ صَلِّیْ وَ إنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَی الْحَصِیْرِ" (الدُّرُّ المختار، کتاب الطّھارۃ، باب الحیض، ص ٤٤) یعنی، وضو کر اور نماز پڑھ اگرچہ خون چٹائی پر ٹپکے۔

۱۸۱۔ رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الطّھارۃ، باب الحیض، مطلب: لو أفتی مفتٍ

یعنی، مستحاضہ عورت کو طوافِ کعبہ سے نہ روکا جائے گا(۱۸۲) جب کہ وہ آلودگی سے امن رکھتی ہو، "قہستانی" (۱۸۳) میں "خزانہ" سے منقول ہے (جیسا کہ) "طحطاوی" (۱۸۴) (میں ہے)

لیکن مُستحاضہ اور اس کی مثل دیگر شرعی معذور کا وضو صرف نماز کے وقت تک باقی رہے گا بشرطیکہ اور کوئی ناقض وضو نہ پایا جائے اور وہ ہر نماز کے وقت وضو کرے گی کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"المُستَحاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِوَقتِ كُلِّ صَلَاةٍ" (۱۸۵)

یعنی، استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے گی۔

جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوگا تو وضو جاتا رہے گا چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

و إذا خَرَجَ الوقتُ بطَلَ وضوؤُهُم و استأنفوا الوضوءَ لصلاةٍ أُخرىٰ (۱۸۶)

۱۸۲۔ اور اس پر اہل اسلام کا اتفاق ہے چنانچہ علامہ عبداللہ بن مبارک بن عبداللہ بُوصی نقل کرتے ہیں: و لأنّ المستحاضة وَ مَن به سلسل البول و نحوهما يَطوفُ و يُصلّی باتفاق المسلمين (إجماعات ابن عبد البرّ فی العبادات، المبحث التّاسع: الحيض، المسألة السّادسة: دم الإستحاضة إلخ، ۱/۳۵۶) یعنی، کیونکہ مستحاضہ اور جسے سلسل البول کا عارضہ لاحق ہو اور جو اُن کی مانند ہے وہ طواف کرے گا اور نماز پڑھے گا اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

۱۸۳۔ جامع الرّموز، کتاب الطّهارت، باب الحيض، ۱/۵۷

۱۸۴۔ حاشية الطّحطاوی علی الدُّرِّ المختار، کتاب الطّهارة، باب الحيض، تحت قوله: لا يمنعُ صوماً إلخ، ۱/۱۵۲

۱۸۵۔ الهداية، کتاب الطّهارة، باب الحيض و الإستحاضة، فصل: و المستحاضة و مَن به إلخ، ۱۔۲/۴۱

۱۸۶۔ بداية المبتدی، کتاب الطّهارة، باب الحيض و الإستحاضة، فصل: و المستحاضة و مَن به إلخ، ۱۔۲/۴۱

یعنی، جب وقت نکل گیا تو اُن کا وضو باطل ہو گیا اور وہ دوسری نماز کے لئے نیا وضو کریں گے۔

اور طلوعِ آفتاب کے بعد کیا ہوا وضو نمازِ ظہر کا وقت ختم ہونے تک باقی رہے گا جیسا کہ "بدایة المبتدی" (۱۸۷) اور "در مختار" (۱۸۸) وغیرہما کتبِ فقہ میں ہے۔

اِس لئے دوسری صورت میں کیا گیا طواف درست ہو جائے گا، اِس طرح عمرہ بھی درست ہو جائے گا اور اُس پر کوئی جزاء بھی لازم نہیں آئے گی۔

اور پہلی صورت میں جب طواف حالتِ ماہواری میں قرار پایا تو لازم ہو گا کہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے، اُس کئے ہوئے طواف کا ماہواری سے پاک ہونے کے بعد اعادہ کر لے، اگر اعادہ کر لیتی ہے تو حالتِ ماہواری میں طواف کرنے سے جو جزاء لازم آئی وہ ساقط ہو جائے گی چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

و علیها أنْ تُعیدَ طاهرةً فإن أعادتْهُ سَقَط ما وَجَبَ (۱۸۹)

یعنی، اُس پر لازم ہے کہ پاک ہو کر اُس کا اعادہ کر لے، اگر اعادہ کر لیتی ہے تو اُس پر سے وہ ساقط ہو گیا جو واجب ہوا تھا۔

اور افضل بھی یہی ہے کہ جب تک مکہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے بلکہ اُسے اعادہ کا حکم دیا گیا جائے گا چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

و الأفضل أن یُعیدَ الطّوافَ ما دام بمکّةَ، و لا ذبحَ علیه، و الأصحُّ أنه یُؤمَرُ بالإعادة إلخ (۱۹۰)

۱۸۷۔ کتاب الطّهارة، باب الحیض و الإستحاضة، فصل: و المستحاضة إلخ، ۱۔۲/۴۱

۱۸۸۔ کتاب الطّهارة، باب الحیض، ص۴۶

۱۸۹۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات، فصل: حائض طهرت فی آخر أیّام النّحر، ص۳۳۸

۱۹۰۔ بدایة المبتدی مع الهدایة، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل: و مَن طاف طواف القدوم إلخ، ۱۔۲/۱۹۹

یعنی، افضل یہ ہے کہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے اور اس پر ذبح کرنا لازم نہیں اور اصح یہ ہے کہ اُسے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔

اور اس صورت میں لازم آنے والا کفارہ ساقط کرنے کے لئے طواف کا اعادہ لازم ہے کیونکہ نجاست حکمیہ سے پاکیزگی طواف میں واجب ہے اور سعی میں طہارت اگرچہ مستحب ہے پھر بھی اُسے چاہئے کہ طواف کے ساتھ سعی کا بھی اعادہ کرے، چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

و أمّا ما دَام بمكّةَ فعليه أن يُعيدَهما لسريانِ نقصانِ الطّوافِ فی السّعيِ الذی بعدَهُ، و إلّا فالطّهارةُ مستحبّةٌ فی السّعيِ(۱۹۱)

یعنی، جب تک مکہ میں ہے تو اُس پر لازم ہے کہ دونوں کا اعادہ کرلے اِس لئے کہ طواف کا نقصان سعی میں سرایت کر گیا جو طواف کے بعد ہے ورنہ طہارت سعی میں مستحب ہے۔

اور اگر طواف کا اعادہ کر لیتی ہے سعی کا اعادہ نہیں کرتی تو اُس پر کچھ لازم نہیں آئے گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

ولو أعادَ الطّوافَ و لم يُعدِ السّعیَ لا شیءَ عليه (۱۹۲)

یعنی، اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا تو اُس پر کوئی شئ لازم نہیں۔

اس کے تحت ملا علی قاری لکھتے ہیں:

كذا قيل، و صحّحهُ صاحبُ الهداية و هو مختار شمس الأئمّة السّرخسی، و الإمام المحبوبی (۱۹۳)

۱۹۱۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فی طواف العمرة، ص ۳۹۰

۱۹۲۔ لُباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنايات، فصل فی طواف العمرة، ص ۳۹۱

۱۹۳۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فی طواف العمرة، ص ۳۹۱

یعنی، اسی طرح کہا گیا اور صاحبِ ہدایہ (۱۹۴) نے اسے صحیح قرار دیا اور یہی شمس الائمہ سرخسی اور امام محبوبی کا مختار ہے۔

اور اگر اعادہ نہیں کرتی تو اُس پر دَم لازم ہو گا چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں کہ

و فی طوافِ العُمرۃ تَجبُ شاۃٌ، سواءٌ کان جنباً أو مُحدثاً لأنّہ دونَ الحجِّ و إن کان رُکناً فیھا (۱۹۵)

یعنی، طوافِ عمرہ میں (بطورِ دم) بکری واجب ہے برابر ہے کہ جُنبی تھا یا بے وضو، کیونکہ وہ حج سے درجے میں کم ہے اگرچہ طواف عمرہ میں رُکن ہے۔

اور اِسی فصل میں لکھتے ہیں:

فإنّ الطّواف فیھا رُکنٌ، والحائضُ کالجنبِ فی ذلك، لأنّ نجاسۃَ الحَیضِ أقوَی (۱۹۶)

یعنی، بے شک طواف اس میں رُکن ہے اور حائضہ اس میں مثل جُنبی کے ہے کیونکہ حیض کی نجاست زیادہ قوی ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و لو طافَ للعُمرۃِ کلَّہُ أو أکثرَہُ أو أقلَّہُ و لو شوطاً جُنباً أو حائضًا أو نفساءَ أو مُحدِثاً فعلیہ شاۃٌ (۱۹۷)

یعنی، اگر عمرہ کا کُل یا اکثر یا اقل اگرچہ ایک چکر طواف حالتِ جنابت یا

۱۹۴۔ الھدایۃ، کتاب الحجّ، باب الجنایات، فصل: و مَن طاف طواف القدوم إلخ، ۱۔۲/۲۰۰

۱۹۵۔ المسالك فی المناسك، فصل فی کفّارۃ الجنابۃ فی الطّواف، ۲/۷۸۵

۱۹۶۔ المسالك فی المناسك، فصل فی کفّارۃ الجنابۃ فی الطّواف، ۲/۷۸۵

۱۹۷۔ لُباب المناسك مع شرحہ للقاری، باب الجنایات، فی طواف العمرۃ، ص ۳۹۰

حیض یا نفاس میں یا بے وضو کیا تو اُس پر بکری لازم ہے۔

اس کے تحت ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ

أي: فی جمیعِ الصُّورِ المذکورۃ (۱۹۸)

یعنی، ذکر کردہ تمام صورتوں میں (دَم لازم ہے)۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں حکم یہ ہوگا کہ ماہواری اگر چھٹے دن شروع ہو کر دسویں دن پر یا اس سے پہلے بند ہوئی تو اعادہ لازم ہوگا اِعادہ نہ کرنے کی صورت میں دَم دینا ہوگا اور اگر چھٹے دن سے شروع ہونے والی ماہوار دس دن سے بڑھ جاتی ہے تو کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعۃ، ۷ذو الحجۃ ۱۴۲۹ھ، ۵ دیسمبر ۲۰۰۸م 490-F

دم فوری دینا ضروری ہے یا اس میں تاخیر کی اجازت ہے؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اگر کسی وجہ سے دَم لازم آجائے تو دَم دینا فوری طور پر لازم ہوتا ہے یا اُس میں تاخیر کی شرعاً کوئی رُخصت ہے؟

(السائل: محمد ظفر، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: دَم کی ادائیگی فوری طور پر واجب نہیں اِس میں تاخیر کی رُخصت ہے مگر دَم جب ذمے میں واجب ہو چکا تو ادا کئے بغیر مر گیا تو گُنہگار ہوگا اور اُس پر لازم ہوگا کہ اُس کی وصیت کر کے جائے جب وہ وصیت کر دے تو ورثہ پر تکفین وتدفین اور ادائیگی قرض کے بعد اُس کی وصیت پر عمل کرنا لازم ہوگا بشرطیکہ ادائیگی قرض کے بعد اتنا مال بچ جائے کہ جس سے اُس کی یہ وصیت جاری ہو سکے، اور اگر وہ وصیت نہ کرے اور اس کے ورثاء کو اس کا علم ہو کہ اس پر کوئی دم باقی ہے وہ اُسے ادا کریں تو مرنے

۱۹۸۔ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، فصل فی طواف العمرۃ،

والے کی طرف سے دَم ادا ہو جائے گا۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ "فتح باب العنایہ شرح النقایہ" (۱۹۹) میں لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ سید محمد امین عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ (۲۰۰) نقل کرتے ہیں کہ:

ثم الكفّاراتُ كُلُّها واجبةٌ على التّراخي، فيكون مؤدِّيًا في أيِّ وقتٍ، و إنّما يتضيّقُ عليه الوجوبُ في آخر عُمُره في وقت يغلبُ على ظنّه أنه لو لم يُؤدِّه لَفات، فإن لم يؤدِّ فيه حتّى ماتَ أَثِمَ و عليه الوصيّةُ به، و لو لم يُوصِ لم يجبُ على الورثةِ، و لو تبرّعُوا عنه جاز إلّا الصّومَ اھ و اللّفظ للشّامي

یعنی، پھر تمام کفّارے علی التراخی واجب ہیں (نہ کہ علی الفور) پس جس وقت بھی ادا کرے گا ادا کرنے والا ہو گا اور صرف اُس کی آخری عمر میں جب اُسے غالب گمان ہو کہ اگر اُسے ادا نہ کرے گا تو فوت ہو جائے گا تو اُس وقت وُجوب اُس پر تنگ ہو جائے گا، پس اگر کفّارہ ادا نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار رہا اور اُس پر اِس کی وصیت لازم ہے اور اگر وصیت نہ کی ورثہ پر یہ واجب نہیں اور اگر وہ مرنے والے کی طرف سے تبرُّع کرتے ہوئے کفّارہ ادا کر دیں تو جائز ہو جائے گا سوائے روزے کے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۲٦ ذو القعدہ ۱٤۲۹ھ، ۲٤ نوفمبر ۲۰۰۸ م 479-F

۱۹۹۔فتح باب العناية، كتاب الحجّ، فصل في الجنايات، ۲/۲۸۸

۲۰۰۔ ردُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الحجّ، باب الجنايات، تحت قول التّنوير: الواجبُ دمٌ، ۳/٦٥۱۔٦٥۲

حج میں مانع ماہواری گولیوں کا استعمال

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک خاتون حج کے لئے آئی ہیں اور وہ مانع ماہواری گولیاں استعمال کرتی ہے اِس لئے کہ وہ حرمین شریفین کی عبادات زیادہ سے زیادہ کر سکے اور پھر یہاں مخصوص ایام ٹھہرنے کے لئے ملتے ہیں وہ بھی ماہواری میں گزر جائیں تو ان مقامات پر عبادت کن ایام میں کرے گی، کیا اِس بنا پر وہ گولیاں استعمال کر سکتی ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب: ماہواری کا آنا یہ ایک قدرتی عمل ہے اور اُسے روکنا نقصان سے خالی نہیں ہوتا اور جہاں تک اِن گولیوں کے استعمال کا تعلق ہے جو ماہواری روکنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں تو وہ اس شرط کے ساتھ جائز ہیں کہ اُن میں کوئی حرام شئی نہ ہو اور وہ طبّی وجسمانی لحاظ سے مُضرِ صحت نہ ہوں کہ کسی بڑے جسمانی عارضے کا سبب بنیں، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (۲۰۱)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

واللّٰه تعالى أعلم بالصواب

يوم الثلاثاء، ٤ ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ٢ ديسمبر ٢٠٠٨ م 487-F

مقیم مکہ جدہ ہو کر آجائے تو مقیم رہے گا یا نہیں؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہمارا قیام مکہ مکرمہ میں سولہ دن ہوتا ہے میں درمیان میں اگر چند گھنٹوں یا ایک دن کے لئے جدہ چلا

۲۰۱۔ البقرة: ۲/۱۹۵

جاؤں تو کیا میں شرعی مسافر قرار پاؤں گا اِس طرح کہ آٹھ روز بعد جدہ ہو آؤں تو سولہ دن مکمل نہیں رہیں گے اور میری اقامت مکہ مکرمہ میں دو حصوں میں ہوگی۔

(السائل: حامد فتانی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں مکہ مکرمہ آپ کا وطنِ اقامت ہے، وطنِ اقامت کو تین چیزیں باطل کرتی ہیں:

ا۔ وطن اصلی: جو وطنِ اقامت کو باطل کر دیتا ہے جیسے کوئی شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہو پھر منیٰ میں شادی کر لے، اب منیٰ اُس کا وطن اصلی ہو گیا لہٰذا مکہ مکرمہ کا اُس کے لئے وطن اقامت ہونا باطل ہو گیا۔

۲۔ وطن اقامت: کہ ایک جگہ مقیم تھا اب دوسری جگہ پندرہ روز اقامت کا ارادہ کر لیا، چاہے دونوں کے مابین مسافت سفر ہو یا نہ ہو چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

و يَبطُلُ وطنُ الإقامةِ بمثلِه (۲۰۲)

یعنی، وطن اقامت اپنی مثل کے ساتھ باطل ہو جاتا ہے۔

اِس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

قوله: "بمثلِه" أي: سواءٌ كان بينهما مسيرة سفرٍ أو لا (۲۰۳)

یعنی، برابر ہے کہ دونوں کے مابین مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔

۳۔ انشاءِ سفر: کہ وطنِ اقامت سے ایسی جگہ کے ارادہ سے نکلا جو مسافتِ سفر پر واقع ہے تو وطن اقامت باطل ہو گیا چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

و يبطُلُ وطنُ الإقامة بإنشاءِ السَّفَرِ، ملخصاً (۲۰٤)

۲۰۲۔ الدُّرُّ المختار، كتاب الصّلاة، باب صلاة المسافر، ص ۱۰٦

۲۰۳۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الصّلاة، باب صلاة المسافر، مطلب: في الوطن الأصلي إلخ، ۲/۷۳۰

۲۰٤۔ الدُّرُّ المختار، كتاب الصّلاة، صلاة المسافر، ص ۱۰٦

یعنی، اور وطنِ اقامت باطل ہو جاتا ہے انشاءِ سفر سے۔

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

و الحاصلُ: أنَّ إنشاءَ السّفرِ يُبطِلُ وطنَ الإقامةِ إذا كان منه، أمّا لو أنشأَ مِن غيرِه فإن لم يكن فيه مرورٌ على وطنِ الإقامةِ، أو كان، و لكن بعد سيرِ ثلاثةِ أيّام فكذلك، و لو قبله لم يَبطُلِ الوطنُ، بل يبطُلُ السّفرُ (٢٠٥)

یعنی، حاصل کلام یہ ہے کہ بے شک ابتداءِ سفر وطنِ اقامت کو باطل کر دیتا ہے جب کہ سفر کی ابتداء وطنِ اقامت سے ہو اور اگر سفر وطنِ اقامت کے غیر سے شروع کیا تو اُس سفر میں اگر وطنِ اقامت پر سے گزر نہیں ہے یا گزرتو ہے لیکن تین دن (یعنی مسافت سفر) چلنے کے بعد ہے تو حکم اسی طرح ہے (یعنی وطنِ اقامت باطل ہو جائے گا) اور اگر اس سے قبل گزر ہوا تو وطنِ اقامت باطل نہ ہوگا بلکہ سفر باطل ہو جائے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے جدہ مسافت سفر پر واقع ہے یا نہیں یعنی جدہ مکہ مکرمہ سے ساڑھے ستاون میل (۹۲ کلو میٹر) تقریباً دُور ہے یا اُس سے کم ہے پھر جس راستے سے جدہ جائے گا اُس راستے سے اتنا فاصلہ بنتا ہے یا نہیں اگر اتنا فاصلہ بن جائے تو مکہ مکرمہ کا وطنِ اقامت ہونا باطل ہو گیا واپسی کے بعد جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو یا ارادہ تو ہو مگر پندرہ روز مکمل ہونے سے قبل مدینہ شریف یا پاکستان واپسی ہو تو مکہ مکرمہ میں مسافر ہی رہے گا مقیم نہ ہوگا، چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

حتى لو عادَ إلى حاجةٍ فيه قصَّر (٢٠٦)

یعنی، اگر کسی کام سے آئے (وطنِ اقامت) میں لوٹا تو قصر کرے گا۔

---

٥ ۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب الصّلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي إلخ، ٢/ ٧٣٠

اور اگر جدہ مدتِ مسافت پر واقع نہیں یا مدتِ مسافت پر تو واقع ہے لیکن جس راستے سے گیا اُس راستے سے ساڑھے ستاون میل نہیں بنتے تو اِن تمام صورتوں میں مکہ مکرمہ میں اگر مقیم تھا تو واپسی پر مقیم ہی رہے گا۔

مخدوم محمد جعفر بن مخدوم محمد عبدالکریم بوبکائی حنفی لکھتے ہیں:

فی "الخلاصة": الرَّجُلُ إذا قَصد بلدَةً و إلی مقصده طریقان أحدُهما مسیرةَ ثلاثةِ أیّامٍ و لیالیها و الآخر دونها فسَلَكَ الطّرِیقَ الأبعد کان مسافراً عندنا (۲۰۷)

یعنی، ''خلاصہ'' میں ہے ایک شخص نے جب کسی شہر کا ارادہ کیا اور اس کے مقصود کی طرف دو راستے ہیں اُن میں سے ایک تین دن اور تین رات کی مسافت ہے اور دوسرا راستہ اس سے کم ہے، پس وہ (اس شہر کو) دُور والے راستے سے چلا تو ہمارے نزدیک مسافر ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۱۱ ذو الحجه ۱۴۲۹ھ، ۹ دیسمبر ۲۰۰۸ م F-484

مآخذ ومراجع

۱۔ إثارة الترغيب والتّشويق، للخوازمی، الإمام محمد إسحاق (ت۸۲۷ھ)، تحقيق سيد كسروی حسن، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

۲۔ إجماعات ابن عبدالبرّ فی العبادات۔ للبُوصی، العلامة عبدالله بن مبارك بن عبدالله، دارطيبة، الرّياض، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹م

۳۔ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، رتّبهُ الأمير علاؤالدّين على بن بلبان الفارسی (ت۷۳۹ھ)، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۴م۔

۴۔ أخبار مكّة، للأزرقی، الإمام أبی الوليد محمد بن عبدالله بن أحمد (ت۲۵۰ھ)، مكتبة الثّقافة، مكّة المكرمة، الطّبعة العاشر ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲م۔

۵۔ إرشاد السّاری إلی مناسك الملّا على القاری ۔ للمكی، حسين بن محمد سعيد بن عبدالغنی الحنفی (ت۱۳۶۶ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۶۔ أنوارالبشارة فی مسائل الحجّ والزّيارة، للإمام أحمد رضا بن نقی على خان المحدّث الهندی الحنفی (ت۱۳۴۱ھ)، تحريك إصلاح العقائد، ميتهادر، كراتشی

۷۔ الإيضاح فی شرح الإصلاح، لابن كمال پاشا، للإمام شمس الدّين أحمد بن سليمان الحنفی (ت۹۴۰ھ)، تحقيق الدّكتور عبدالله داؤد خلف المحمّدی والدّكتور شمس الدّين أمير الخزاعی، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ۱۴۲۸ھ۔۲۰۰۷م۔

۸۔ بداية المبتدی (متن الهداية)، للمرغينانی، برهان الدين أبی الحسن على بن أبی بكر الحنفی (ت۵۹۳ھ)، دارالأرقم، بيروت۔

۹۔ **البحر الرّائق** شرح كنز الدّقائق ۔ لابن نجيم، زين الدّين بن إبراهيم بن محمد المصرى الحنفى (ت ۹۷۰ ھ)، ضبطه الشّيخ زكريا عميرات، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

۱۰۔ **البحر العميق** فى مناسك المعتمر و الحاجّ إلى بيت الله العتيق، لابن الضّياء، محمد بن أحمد المكى الحنفى (ت ۸٥٤ ھ)، تحقيق عبدالله نذير أحمد عبدالرحمن مزى، مؤسّسة الريان، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۷ھ۔ ۲۰۰٦م

۱۱۔ **بدائع الصنائع** فى ترتيب الشرائع ۔ للكاسانى، علاؤ الدين أبى بكر بن مسعود الحنفى (ت ٥۸۷ ھ) تحقيق و تعليق على محمد معوض و عادل أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

۱۲۔ **البرجندى** شرح المختصر الوقاية، للعلّامة عبدالعلى الحنفى، تصحيح المولوى إحسان اللّٰه، المطبع العالى المعزى إلى المنشى نولكشور الواقع فى اللكهنؤ ۱۳۲٤ھ۔

۱۳۔ **البناية** شرح الهداية، للعينى، الإمام محمود بن محمد بن موسى المعروف بدرالدّين الحنفى (ت ۸٥٥ ھ)، تحقيق أيمن صالح شعبان، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م۔

۱٤۔ **بهار شريعت**. للأعظمى، محمد أمجد على صدرالشريعة الحنفى (ت۱۳٦۷ھ)، مكتبه إسلامية، لاهور

التاريخُ الكبير للبخارى= كتابُ التّاريخ الكبير

۱٥۔ **تبيين الحقائق** شرح كنزالدّقائق، للزّيلعى، الإمام فخرالدِّين عثمان بن على الحنفى (ت۷٤۳ ھ)، تحقيق الشّيخ أحمد عزّوعناية، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م۔

۱٦۔ **التجريد** (الموسوعة الفقهية المقارنة)، للقدورى، الإمام أبى الحسين أحمد بن محمد بن جعفر الحنفى (ت٤۲۸ ھ)، تحقيق الدّكتور محمد أحمد سراج والدّكتور على جمعة محمد، مكتبه محمودية، قندهار

۱۷۔ التحریرُ المختار، للرّافعی، مفتی الدّیار المصریّة العلامة عبدالقادر الحنفی (ت۱۳۲۳ھ)، تحقیق عبدالمجید طعمه الحلبی، دارُالمعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰م۔

۱۸۔ تحفة الفقهاء. للسمرقندی، محمد بن أحمد الحنفی (ت۵۳۹ھ)، دار الفکر، بیروت ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م

۱۹۔ تحفة الملوک فی فقه مذهب الإمام أبی حنیفة النّعمان، للرازی، الإمام زین الدین محمد بن أبی بکر الحنفی (ت۶۶۶ھ)، تعلیق عبدالله نذیر أحمد، دارُالبشائر الإسلامیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷م۔

۲۰۔ تحقیق مجمع البحرَین وملتقی النّیّرَین، للمحقق إلیاس قبلان، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵م۔

۲۱۔ تعلیق سُنَن أبی داود، لعبیدالدّعاس وعادل السّید، دارابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

تقریرات الرّافعی علی الدّرّ والرّدّ= التّحریرالمُختار۔

۲۲۔ التّمهید لما فی المؤطّاء من المعانی والمسانید، لابن عبدالبرّ، الحافظ یوسف بن عبدالله بن محمد القرطبی المالکی (ت۴۶۳ھ)، تحقیق محمد عبدالقادر عطا، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۹م۔

۲۳۔ تنویرالأبصار وجامع البحار فی فروع فقه الحنفی (مع شرحه للحصکفی)، للتمرتاشی، العلّامة محمد بن عبدالله بن أحمد الغزّی الحنفی (ت۱۰۰۴)، تحقیق عبدالمنعم خلیل إبراهیم، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲م

۲۴۔ جامع الرّموز. للقهستانی، شمس الدین محمد الخراسانی (۹۶۲ أو ۹۰۰ھ)، أیج أیم سعید کمبنی، کراتشی

۲۵۔ **الجامع الصّحیح**، وھو السُّنَن التّرمذی، للإمام أبی عیسیٰ محمد بن عیسی (ت۲۷۹ھ)، تحقیق محمود محمد محمود حسن نصّار، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰م۔

۲۶۔ **الجامع الصّغیر** (مع شرحه لابن مازة)، للشیبانی، الإمام محمد بن الحسن (ت۱۸۹ھ)، صاحب أبی حنیفة النّعمان، تحقیق تحقیق الدّکتور صلاح عوّاد جھة عبداللّٰه الکبیسی والدّکتور خمیس دمّام الزّوبعی والدّکتور حاتم عبداللّٰه العیساوی، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۷ھ۔۲۰۰۶م۔

۲۷۔ **الجامع لشعب الإیمان**، للبیھقی، الإمام أبی بکر أحمد بن الحسین الشّافعی (ت۴۵۸ھ)، تحقیق الدّکتور عبدالعلی عبدالمجید حامد، مکتبة الرُّشد، الرّیاض، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۳م۔

۲۸۔ **حاشیةُ الطّحطاوی** علی الدّرالمختار، للعلامة أبی جعفر أحمد بن محمد الحنفی (ت۱۲۳۱ھ)، دارُالمعرفة، بیروت ۱۳۹۵ھ۔۱۹۷۵م۔

۲۹۔ **حاشیة الطّحطاوی** علی مراقی الفلاح، للعلّامة أبی جعفر أحمد بن محمد الحنفی (ت۱۲۳۱ھ)، ضبطه وصحّحه الشّیخ محمد عبدالعزیز الخالدی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

۳۰۔ **حاشیة العلّامة ابن حجر الھیتمی** (علی شرح الإیضاح فی مناسك الحج) ۔ تحقیق عبدالمنعم إبراھیم، مکتبة نزار مصطفی الباز، مکة المکرمة، الطبعة الثانیة ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۳۱۔ **الحج**. للعلامة محمد سلیمان أشرف الحنفی، قطب مدینه پبلشرز، کراچی۔

۳۲۔ **الحج والعمرة** إلی بیت اللّٰه الحرام، للعلامة أسعد محمد سعید الصّاغرجی، دارالقبلة للثقافیة الإسلامیة، جدّة، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۳م۔

۳۳۔ **حیاة القلوب فی زیارة المحبوب**۔ للسندی، المخدوم محمد ھاشم بن عبدالغفور الحارثی السندی الحنفی (ت۱۱۷۴ھ)، ادارۃ المعارف، کراتشی ۱۳۹۱ھ

۳۴۔ خلاصة الفتاوی، لـلبخاری، الإمام إفتخارالدّین طاهر بن أحمد بن عبدالرّشید الحنفی (ت۵۴۲ھ)، مکتبة رشیدیة، کوئته۔

۳۵۔ الدُّرُّ المختار (شرح تنویر الأبصار) ۔ لـلحصکفی، علاؤ الدین محمد بن علی الحصنی الحنفی (ت۱۰۸۸ھ) تحقیق عبدالمنعم خلیل إبراهیم، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م

۳۶۔ الدُّرُّالمنتقی فی شرح الملتقی، (مع مجمع الأنهر)، للحصکفی، العلامة علاؤالدین محمد بن علی الحصنی الحنفی، (ت۱۰۸۸ھ)، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۳۷۔ ذخیرةُ العُقبیٰ ۔ لأخی چلبی، یوسف بن جنید الرّومی الحنفی (ت۹۰۵ھ)، المطبع الإسلامیة الواقعه فی بلدة لاهور۱۳۲۹ھ۔

۳۸۔ ردّ المحتار علی الدُّرّ المختار. للشّامی، محمد أمین بن عمر ابن العابدین الحنفی، تحقیق عبدالمجید طعمه الحلبی (ت۱۲۵۲ھ)، دار المعرفة ، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م

۳۹۔ سُنَن ابن ماجة، للإمام أبی عبداللّٰه محمد بن یزید القزوینی (ت۲۷۳/۲۷۵ھ)، تحقیق محمود محمد محمود حسن نصّار، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۴۰۔ سُنَن أبی داؤد، للإمام سلیمان بن أشعث السّجستانی (ت۲۷۵ھ)، تعلیق عبید الدّعاس وعادل السّید، دارابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

سُنَن التّرمذی= الجامع الصحیح

۴۱۔ سُنَن الدّار قطنی. علی بن عمر (ت۳۸۵ھ)، تعلیق مجدی بن منصور، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م

۴۲۔ **سُنَن الدّارمی**، للإمام أبی محمد عبدالله بن عبدالرّحمٰن (ت ۲۵۵ ھ)، تخریج الشّیخ محمد عبدالعزیز الخالدی، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۱۷ھ۔۱۹۹٦م۔

۴۳۔ **سُنَن النّسائی**، للإمام أبی عبدالرّحمٰن أحمد بن شعیب الخراسانی (ت ۳۰۳ھ)، ضبط وتوثیق صدقی جمیل العطّار، دارالفکر، بیروت، ۱٤۱۹ھ۔۱۹۹۹م۔

۴۴۔ **شرح الجامع الصّغیر** (للإمام محمد بن الحسن الشیبانی) لصدر الشّهید، الإمام عبدالعزیز ابن مازة البخاری الحنفی (ت ۳۵٦ھ)، تحقیق الدّکتور صلاح عوّاد جهة عبدالله الکبیسی والدّکتور خمیس دمّام الزّوبعی والدّکتور حاتم عبدالله العیساوی، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۷ھ۔۲۰۰٦م۔

۴۵۔ **شرح صحیح مسلم**، للنّووی، الإمام أبی زکریا یحیی بن شرف الدّمشقی الشّافعی (٦۷٦ھ)، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولی ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۴٦۔ **شرح مُشکل الآثار**، للطّحاوی، للإمام المحدّث الفقیه المفسّر أبی جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزری المصری الحنفی (ت ۳۲۱ ھ)، تحقیق شعیب الأرنوط، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، الطّبعة الثّانیّة ۱٤۲۷ھ۔۲۰۰٦م۔

شعب الإیمان= الجامع لشعب الإیمان،

۴۷۔ **صحیح ابن خُزیمة**، للإمام أبی بکر محمد بن إسحاق السُّلمی، تحقیق الدّکتور محمد مصطفیٰ الأعظمی، المکتب الإسلامی، بیروت، الطّبعة الثّالثة ۱٤۲٤ھ۔۲۰۰۳م۔

۴۸۔ **صحیح البخاری**. للإمام محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت ۲۵٦ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۹ھ۔۱۹۹۸م

۴۹۔ صحیح مسلم. للإمام مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری (ت۲۶۱ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

۵۰۔ الضوء اللّامع لأهل القرن التّاسع، للسخاوی، شمس الدّین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد (ت۹۰۲ھ)، ضبطه وصحّحه عبداللطیف حسن عبدالرّحمٰن، دارُلکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳م۔

۵۱۔ عُمدةُ القاری شرح صحیح البخاری، للعینی، الإمام محمود بن محمد بن موسی المعروف ببدرالدّین الحنفی (ت۸۵۵ھ)، دارُالفکر، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۸م۔

۵۲۔ العنایة وهو شرح علی الهدایة، للبابرتی، الإمام أکمل الدّین محمد بن محمد بن محمود الحنفی (ت۷۸۶ھ)، اعتنی به أبو محروس عمروبن محروس، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۲۸ھ۔۲۰۰۷م۔

۵۳۔ غایة البیان ونادرة الأقران، (وهوشرح علی الهدایة)، للإتقانی، الإمام قوام الدّین أمیر کاتب بن أمیر عمرالحنفی (ت۷۵۸ھ)، مخطوط مصوّر۔

۵۴۔ غنیة ذوی الأحکام فی بُغیة دُرَرِ الحُکّام، للشرنبلالی، العلامة أبی الإخلاص حسن بن عمّار الحنفی (ت۱۰۶۹ھ)، مطبعة أحمد کامل الکائنة فی دار السّعادة۱۳۲۹ھ۔

۵۵۔ غُنیة النّاسک فی بُغیةُ المناسك، للعلامة محمد حسن شاه، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۷ھ۔

۵۶۔ الفتاویٰ السّراجیّة. للأوسی، سراج الدّین علی بن عثمان الحنفی (ت۵۶۹ھ)، میر محمد کتب خانه، کراتشی۔

۵۷۔ الفتاوی الظّهیریّة، للإمام ظهیر الدِّین أبی بکر محمد بن أحمد البخاری الحنفی (ت۶۱۹ھ)، مخطوط مصوّر، المخزون فی دارِ الکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتهادر، کراتشی

۵۸۔ **فتاوی قاضیخان** (علی هامش الفتاوی الهندیة)، للأوزجندی، الإمام فخر الدّین حسن بن منصور الفرغانی الحنفی (ت ۵۹۲ ھ)، دارُالمعرفة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ۱۳۹۳ھ۔۱۹۷۳م۔

۵۹۔ **الفتاویٰ الهندیة.** المسمّاة الفتاوی العالمکیریة، للشّیخ نظام (ت ۱۱۶۱ ھ)، وجماعة من علماء الهند، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

۶۰۔ **فتح باب العنایة** شرح کتاب النّقایة، لملّا علی القاری، الإمام المحدّث الفقیه نورالدّین علی بن محمد بن سلطان الهروی الحنفی (ت ۱۰۱۴ ھ)، تعلیق أحمد عزّوعنایة، دارإحیاء التّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵م۔

۶۱۔ **فتح الباری** شرح صحیح البخاری، للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشّافعی (ت ۸۵۲ ھ)، تحقیق الشّیخ عبدالعزیزبن عبدالله، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م۔

۶۲۔ **فتح القدیر.** لابن الهمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد الحنفی (ت ۸۶۱ھ)، داراحیاء التّراث العربی، بیروت۔

۶۳۔ **القِریٰ** لقاصدِ أُمّ القُریٰ، لمحبّ الدّین الطّبری، الحافظ أبی العبّاس أحمد بن عبدالله بن محمد بن أبی بکر (ت ۶۹۴ ھ)، تحقیق مصطفی السّقا، المکتبة العلمیّة

۶۴۔ **الکافی فی الفقه الحنفی**، للعلامة وهبی سلیمان غاوجی، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۳۰ھ۔۲۰۰۹م۔

۶۵۔ **الکافی**، للحاکم الشهید (فی ضمن کتاب الأصل المسمّی بالمبسوط) الإمام أبی الفضل محمد بن محمد بن أحمد المروزی الحنفی (ت ۔۔۳ ھ)، تصحیح وتعلیق أبی الوفاء الأفغانی، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰م۔

۶۶۔ الکافی، للنّسفی، حافظ الدین أبی البرکات عبداللّٰہ بن محمود بن أحمد الحنفی (ت ۷۱۰ھ)، مخطوط مصوّر۔

۶۷۔ کتاب الأصل المعروف بالمبسوط، للشّیبانی، الإمام أبی عبداللّٰہ محمد بن الحسن (ت ۱۸۹ھ)، صاحبِ أبی حنیفة النّعمان رضی اللّٰہ عنہ، تصحیح وتعلیق أبی الوفاء الأفغانی، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰م۔

۶۸۔ کتابُ التّاریخ الکبیر ۔ للبخاری، الإمام أبی عبداللّٰہ محمد بن إسماعیل الجعفی (ت ۲۵۶ھ)، تحقیق مصطفی عبدالقادر أحمد عطا، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱م

۶۹۔ کتاب متن الإیضاح ، للنّووی، الإمام أبی زکریا یحی بن شرف الدّمشقی الشّافعی (ت ۶۷۶ھ)، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّانیة ۱۴۱۶ھ۔۱۹۸۶م۔

۷۰۔ کتاب المنتقی، للإمام الحافظ الحجّة أبی محمد عبداللّٰہ بن علی بن الجارود النیسابوری، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶م۔

۷۱۔ کشف الأستار عن زوائد البزّار، للهیثمی، نورالدّین علی بن أبی بکر المصری (ت ۸۰۷ھ)، تحقیق حبیب الرحمٰن الأعظمی، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹م۔

۷۲۔ کشف الظّنون عن أسامی الکتب والفنون، للمؤرّخ مصطفی بن عبداللّٰہ الشّهیر بحالی خلیفة وبکاتب چلبی (ت ۱۰۶۷ھ)، مؤسّسة التّاریخ العربی، بیروت۔

۷۳۔ کنز الدّقائق، للنسفی، حافظ الدین أبی البرکات عبداللّٰہ بن محمود بن أحمد الحنفی (ت ۷۱۰ھ)، اعتنی به راشد مصطفی الخلیلی، المکتبة العصریة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۵م۔

۷۴۔ **لُباب المناسک وعُباب المسالک** (مع شرحہ للقاری)، للإمام رحمۃ اللّٰہ بن عبداللّٰہ بن إبراھیم الدّربیلی السِّندی الحنفی (ت۹۹۳ ھ)، دارُالکتب العلمیۃ، بیروت، الطّبعۃ الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

المبسوط للإمام محمد= کتاب الأصل۔

۷۵۔ **المبسوط.** للإمام السرخسی، شمس الدین أبو بکر محمد بن أحمد بن أبی سھل الحنفی (ت۴۸۳ ھ)، دار الفکر، بیروت، الطّبعۃ الأولی ۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰م

۷۶۔ **المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ۔** للبوبکانی، العلّامۃ المخدوم محمد جعفر بن العلامۃ المخدوم عبدالکریم الحنفی (من أعلام العلماء القرن العاشر الھجری)، تحقیق الشّیخ غلام مصطفیٰ السندی، الجنۃ لأدب السندی، کراتشی۔

۷۷۔ **مجمع الأنھر،** شرح ملتقی الأبحر، للآفندی، الفقیہ عبداللّٰہ بن محمد الحنفی (ت۱۰۷۸ھ)، دارالإحیاء التّراث العربی، بیروت، الطّبعۃ الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۷۸۔ **مجمع الأنھر** شرح ملتقی الأبحر، للآفندی، الفقیہ عبداللّٰہ بن محمد الحنفی (ت۱۰۷۸ھ)، دارالطّباعۃ العامرۃ ۱۳۱۶ھ۔

۷۹۔ **مجمع البحرین وملتقی النیّرَین** فی الفقہ الحنفی، لابن السّاعاتی، الإمام مظفر الدّین أحمد بن علی بن ثعلب الحنفی (ت۶۹۴ ھ)، تحقیق إلیاس قبلان، دارُالکتب العلمیۃ، بیروت، الطّبعۃ الأولیٰ ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵م۔

۸۰۔ **مجمع الزوائد** و منبع الفوائد۔ للھیثمی، نور الدین علی بن أبی بکر المصری (ت۸۰۷ھ)، تحقیق محمد عبد القادر أحمد عطا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۸۱۔ **المحیط البرھانی.** للبخاری، أبی المعالی محمود بن صدر الشریعۃ ابن مازہ الحنفی (ت۶۱۶ھ)، إدارۃ القرآن و العلوم الإسلامیۃ، کراتشی ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۴م

۸۲۔ **المختار الفتوی**، للموصلی، الإمام مجدالدّین عبدالله بن محمود الحنفی (ت۶۸۳ھ)، تحقیق مرکز البحوث والدّراسات، مکتبة نزارمصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

۸۳۔ **مختصر الطحاوی**، للإمام المحدّث الفقیه المفسّر أبی جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزری المصری الحنفی (ت۳۲۱ھ)، تحقیق وتعلیق ابوالوفا الأفغانی، دارإحیاء العلوم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۰۶ھ۔۱۴۸۶ھ۔

۸۴۔ **مختصر القدوری**، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت۴۲۸ھ)، تحقیق الشّیخ کامل محمد محمد عویضة، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

۸۵۔ **مختصر القدوری** (مع التّصحیح والتّرجیح للعلامة قاسم)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت۴۲۸ھ)، تحقیق ضیاء یونس، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲م۔

۸۶۔ **مختصر القدوری** (مع تعلیق غلام مصطفی القاسمی)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت۴۲۸ھ)، المکتبة الفاروق الأعظم، تهران، الطّبعة الأولیٰ۱۴۲۱ھ۔

۸۷۔ **مختصر القدوری** (معه التوضیح الضروری)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت۴۲۸ھ)، قدیمی کتب خانه، کراتشی

۸۸۔ **مختصر القدوری** (معه المظهرالضروری)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر الحنفی(ت۴۲۸ھ)، ضیاء العلوم ببلی کیشنز، راولبندی۔

۸۹۔ **مختصرالقدوری** (مع شرحه الجوهرة النیّرة للحدادی)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی(ت۴۲۸ھ)، تحقیق إلیاس قبلان، دارُالکتب العلمیّة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۲۷ھ۔۲۰۰۶م

۹۰۔ **مختصر القدوری** (مع شرحه الجوهرة النيّرة للحدادی) للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی (ت۴۲۸ھ)، المكتبة الحقّانيّة، ملتان۔

۹۱۔ **مختصر القدوری** (مع شرحه الجوهرة النيّرة للحدادی)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی (ت۴۲۸ھ)، میرمحمد کتب خانه، کراتشی۔

۹۲۔ **مختصر القدوری** (مع شرحه اللباب)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی (ت۴۲۸ھ)، تعليق عبدالرزاق المهدی، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴م۔

۹۳۔ **مختصر القدوری** (معه المعتصر الضروری)، للإمام أبی الحسن أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر البغدادی الحنفی (ت۴۲۸ھ)، مکتبة البُشریٰ، کراتشی، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۹ھ۔۲۰۰۸م۔

۹۴۔ **المسالک فی المناسک.** للکرمانی، أبی منصور محمد بن مکرّم بن شعبان الحنفی (ت۵۹۷ھ)، تحقيق الدکتور سعود بن إبراهيم، دار البشائر الإسلامية، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۹۵۔ **المستدرک علی الصحيحين** ۔ للحاکم، أبی عبدالله النيسابوری (ت۴۰۵ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۹۶۔ **مُسند أبی يعلی**، للإمام أحمد بن علی بن المثنّیٰ (ت۳۰۷ھ)، تحقيق الشّيخ خليل مأمون شيحا، دارُالمعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵م۔

۹۷۔ **المسند**، للإمام أحمد بن حنبل الشيبانی (ت۲۴۱ھ)، المکتب الإسلامی، بیروت

۹۸۔ **المسلک المتقسّط** فی المنسک المتوسّط ۔ للقاری، نور الدين علی بن محمد سلطان الهروی الحنفی (ت۱۰۱۴ھ)، دار الکتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۹۹۔ مشكل الآثار، للطّحاوی، للإمام المحدّث الفقيه المفسّر أبی جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدی المصری الحنفی (ت ۳۲۱ھ)، تحقيق محمد عبدالسلام شاهين، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۸م۔

۱۰۰۔ المصنَّف لابن أبی شيبة، الإمام أبی بكر عبدالله بن محمد العبسی الكوفی (ت ۲۳۵ھ)، تحقيق محمد عوّامة، دارقرطبة، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۷ھ۔۲۰۰۶م۔

۱۰۱۔ المعجم الكبير، للطبرانی، أبی القاسم سليمان بن أحمد (ت ۳۶۰ھ)، دارإحياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۲م۔

۱۰۲۔ معرفة السُّنَن والآثار، للبيهقی، الإمام أبی بكر أحمد بن الحسين الشّافعی (ت ۳۵۸ھ)، تحقيق سيّد كسُروی حَسنُ، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱م۔

۱۰۳۔ المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، للقرطبی، الحافظ أبی العبّاس أحمد بن عمر بن إبراهيم (ت ۶۵۶ھ)، تحقيق محی الدّين ديب مستور أحمد محمد السيّد وغيره، دارابن كثير، بيروت، الطّبعة الثّالثة ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵م۔

۱۰۴۔ ملتقی الأبحر، (مع شرحه للآفندی)، للحلبی، العلّامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)، داراحياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م

۱۰۵۔ ملتقی الأبحر، (مع شرحه للآفندی)، للحلبی، العلّامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحنفی (ت ۹۵۶ھ)، دارالطّباعة العامرة ۱۳۱۶ھ۔

المنتقی= كتابُ المنتقی۔

۱۰۶۔ الموطّاء إمام مالك بن أنس (ت ۱۷۹ھ)، برواية يحی بن يحی المصمودی، دارإحياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷م۔

۱۰۷۔ الهداية شرح بداية المبتدی للمرغینانی ۔ برهان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر الحنفی (ت۵۹۳ھ)، دار الارقم، بیروت

۱۰۸۔ هِدايَةُ السَّالک إلی المذاهب الأربعة فی المناسک، لابن جماعة، الإمام عزالدین الکتانی (ت۷۶۷ھ)، تحقیق دکتور نورالدین عِتر، دارالبشائر الإسلامیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب

کہی ان کہی، زکوٰۃ کی اہمیت،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، فلسفہ اذانِ قبر،

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان؟

میلاد ابن کثیر، عیدالاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

مسائل خزائن العرفان، عورت اور آزادی،

الروائح الزکیہ، ستر استغفارات،

امام احمد رضا قادری رضوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مخالفین کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

فتاویٰ حج وعمرہ، نسب بدلنے کا شرعی حکم

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

دعاء بعد نمازِ جنازہ، طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

ضبط تولید کی شرعی حیثیت (برتھ کنٹرول پر جامع تحریر)

ان کتب خانوں پر دستیاب ہیں

نوٹ!!

☆...... منی آرڈر کی فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆...... ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆...... زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

☆...... تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کر دیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

☆...... اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے پر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆...... پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆...... اپنا رابطہ نمبر بھی ضرور تحریر کریں۔

☆...... ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر 2010ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کرادیں بصورت دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہوگا۔

☆...... براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تا کہ خط اور منی آرڈر کے ضائع ہونے کا امکان نہ رہے۔

محترم المقام جناب............................ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت نے سال رواں کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کردیں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کردیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرادیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے: فقط

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان — سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 — شعبہ نشر واشاعت 021-32439799
0321-3885445

نام............................ ولدیت............................

مکمل پتہ..

....

فون نمبر............................ سابقہ سیریل نمبر............................

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کرسکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح ورات کو حفظ وناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیر اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا